اسلامی اقدار کا نقیب

ہفت روزہ

ترجمانِ اسلام

لاہور



مذاکرات

اعیذك باللّٰہِ من امراء یکونون بعدی من غشی ابوابہم وصدقہم فی کذبہم واعانہم علیٰ ظلمہم فلیس منی ولست منہ ولا یرد علی الحوض ومن لم یغش ابوابہم ولم یصدقہم فی کذبہم ولم یعنہم علیٰ ظلمہم فھو منی وانا منہ وسیرد علی الحوض۔

(الترمذی والنسائی)

میں ان امراء وحکام سے جو میرے بعد آئیں گے تمہارے لیے خدا کی پناہ کا خواستگار ہوں۔ — جو شخص ان کے دروازے پر گرے گا ان کے جھوٹ کی تصدیق کرے گا اور ان کے ظلم کی تائید کرے گا وہ میری امت میں سے نہیں اور نہ میں اس سے کوئی تعلق رکھتا ہوں اور وہ حوض کوثر پر پھٹک بھی نہ پائے گا اور جو شخص انکے دروازوں پر نہیں جائیگا انکے جھوٹ کی تصدیق نہ کریگا اور نہ انکے ظلم کی تائید کریگا۔ میں اس کا ہوں اور وہ میرا ہے اور وہ حوض کوثر پر بھی آئے گا

یہ دین برابر قائم رہے گا اور اس کے لئے مسلمانوں کا ایک طبقہ لڑتا رہے گا یہاں تک کہ قیامت آجائے

— حدیث

غازیو ! باندھ کر آؤ سر سے کفن !

سر پہ ظلم و ستم کا سحاب آگیا
ابر ظلمات ہر چیز پر چھا گیا
اژدہا آمریت کا لہرا گیا
روشنی مر گئی نور گہنا گیا
توڑ دو ظلمتوں کا طلسم کہن
غازیو باندھ کر آؤ سر سے کفن

آئیں میدان میں قوم کی بیٹیاں
ہیں تشدد کی زد میں یہاں نوجواں
آشیاں سوز ہیں قہر کی بجلیاں
ہم کو درپیش ہے اک نیا امتحاں
تم کو کہتے ہیں سب آبروئے وطن
غازیو ! باندھ کر آؤ سر سے کفن

قہرمانی کا ہو دور دورہ جہاں
غنڈہ گردی رہے جس جگہ شادماں
مہر بر لب کہاں تک رہو گے وہاں
تم ہو قدسیت و نور کی داستاں
تذکرہ ہے تمہارا چمن در چمن
غازیو! باندھ کر آؤ سر سے کفن

ساتھیو ! ہمنشینو ! سنو! یہ پیام
ہیں پریشان و افسردہ خاطر عوام
زندگی کو ہے درکار ایسا نظام
ہو اخوت کے ہاتھوں میں جسکی زمام
سایہ افگن ہو کیوں ظلم کا پیرہن
غازیو ! باندھ کر آؤ سر سے کفن

شمع جمہوریت بڑھ کے روشن کرو !
راہِ انصاف میں جبر سے مت ڈرو
اپنے دامن میں عظمت کے موتی بھرو
غیرتِ دین و ایماں پہ تم کٹ مرو
یہ نہ سوچو مراحل ہیں کتنے کٹھن
غازیو ! باندھ کر آؤ سر سے کفن

ہو رہا ہو جہاں مخلصوں پر ستم
زندگی موت ہے واں خدا کی قسم
اپنے سینے میں لے کر شرافت کا نم
دین اسلام کا اب تو رکھ لو بھرم
لعنتِ جبر سے پاک کر دو وطن !
غازیو ! باندھ کر آؤ سر سے کفن

دانش و فکر کے جو ہوں رُوحِ رواں
کب تلک ان پہ چلتی رہیں گولیاں
حُرمتِ دین کی توہین ہو الاماں !
پاسدارانِ دیں تم ہو مہر جہاں
اب دکھاؤ بھی اپنی وفا کے چلن
غازیو ! باندھ کر آؤ سر سے کفن

قوم کو آدمیت کی تنویر دو !
علم کی اور اخوت کی جاگیر دو
اپنے ہاتھوں کو بس اتنی توقیر دو
ظلمتوں کے سیا قلب کو چیر دو
دُور کرتے چلو خوفِ دار و رسن
غازیو ! باندھ کر آؤ سر سے کفن

اقبال احمد راہی



جلد نمبر ۲۰ شمارہ نمبر ۱۶

جمعۃ المبارک ۲۲ / اپریل ۱۹۷۷ء ۲ جمادی الاوّل

سرپرست
مولانا عبیداللہ انور

مدیر
اکرام القادری

مدیر معاون
عمیر الہاشمی

بدل اشتراک
سالانہ
۴۵ — روپے
ششماہی
۲۳ — روپے
سہ ماہی — ۱۱/۵۰ روپے
فی پرچہ
ایک روپیہ

یکے از مطبوعات
جمعیت علماء اسلام پاکستان

[illegible] میں چھپا اور مولانا عبیداللہ انور نے شیرانوالہ لاہور سے شائع کیا

کچھ اور وعدے

چیئرمین پاکستان پیپلز پارٹی جناب ذوالفقار علی بھٹو کی حالیہ پریس کانفرنس نے ایک مرتبہ پھر اس بات کی تصدیق کر دی ہے کہ وہ ہر قیمت اور ہر حال میں کرسیٔ اقتدار سے چمٹا رہنا چاہتے ہیں۔ بھٹو صاحب کی پریس کانفرنس میں کیے گئے اقدامات و اعلانات سے اندازہ ہو جاتا ہے کہ وہ یا تو ابھی تک کسی مزید خوش فہمی یا غلط فہمی میں مبتلا ہیں اور یا پھر وہ پوری قوم کو اپنے چند روزہ اقتدار کی خاطر داؤ پر لگانا چاہتے ہیں۔

مسٹر بھٹو اب تک شاید یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ پاکستانی قوم ایک جذباتی اور شعور سے عاری قوم ہے جو مزید چند وعدوں اور چند نیم دلانہ اقدامات سے بہل جائے گی اور وہ کچھ عرصہ کے لیے مزید وزارتِ عظمٰی کے عہدے پر متمکن رہ سکیں گے۔ اب ہم مسٹر بھٹو کو یہ کیسے باور کرائیں کہ ان کا جانا ٹھہر گیا ہے اور اب انہیں طوعاً و کرہاً اس کرسی کا پنڈ چھوڑنا ہی پڑے گا جسے وہ بہت مضبوط خیال کرتے رہے ہیں۔

اب بھی وقت ہے کہ مسٹر بھٹو اپنے مفاد پرست یمین و یسار اور کوز باطن و بے بصیرت مشیرانِ کرام کے حصار سے نکل کر خود حالات کا حقیقت پسندانہ جائزہ لیں اور قوم کے جائز مطالبات تسلیم کر لیں کھلے حقائق سے چشم پوشی نہ "زیرکی" ہے نہ "ذہانت" اور نہ ہی "ماہرِ سیاسیات" ہونے کی علامت۔ آج پاکستانی قوم ہی نہیں پوری دنیا مسٹر بھٹو کی اس زیرکی اور سیاسی بصیرت پر حیران و ششدر رہے۔ جس کا انہیں اور ان کے رفقاء کو دعویٰ ہے۔

مسٹر بھٹو کو اب یہ بات کون سمجھائے کہ کراچی سے لے کر خیبر تک پاکستان کی بہادر قوم نے اپنے بہادر جوانوں، بچوں، بوڑھوں علماء و کلاء، طلباء، مزدوروں، کسانوں، اپنی ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کا مقدس خون اس لیے نہیں بہایا کہ وہ چند مراعات اور مجبوری و پسپائی کے عالم میں کیے گئے نیم دلانہ اعلانات سے مطمئن ہو جائے مسٹر بھٹو اس حقیقت کو جتنا جلد سمجھ لیں اتنا ہی ان کے لیے بہتر ہے کہ قوم اقتدار سے ان کی فوراً علیحدگی، چیف الیکشن کمشنر کی برطرفی اور عدلیہ و فوج کی نگرانی میں آزادانہ انتخابات کے علاوہ کسی اور بات پر رضامند نہیں ہوگی۔ انہیں اپنا اور قوم کا مزید وقت ضائع کیے بغیر اقتدار سے فوراً علیحدہ ہو کر آزادانہ انتخابات کی راہ ہموار کرنی چاہیے۔

ہم حیران ہیں کہ ایک طرف تو بھٹو صاحب کی یہ خواہش ہے کہ وہ تاریخ رُسوائی نہیں چاہتے اور دوسری طرف وہ اس قسم کی طفلانہ حرکتیں کر رہے ہیں جس سے ان کے رہے سہے وقار کا بھی بھرم کھلتا جا رہا ہے۔ شراب جُوا، اور نائٹ کلبوں پر پابندی ایک ایسا جزوی اقدام ہے جو مسٹر بھٹو کی اقتدار سے وابستگی کے دوران پایۂ تکمیل کو نہیں پہنچ سکتا۔ قانون اپنی جگہ موجود ہو اور قانون پر عمل کرنے والا خود قانون کی دھجیاں فضائے آسمانی میں بکھیرتا ہو تو قانون کی تنفیذ بے معنی الفاظ کا گورکھ دھندا ہو کر رہ جاتی ہے۔

اس سلسلے میں دلائل کی ضرورت نہیں بلکہ چیئرمین پیپلز پارٹی کا "شاندار ماضی" ہمارے اس دعوے پر شاہدِ عدل ہے کونسا وہ قانون ہے جس کی مسٹر بھٹو کے دورِ اقتدار میں تار پود نہیں بکھیرے گئے۔ اور موجودہ تحریک میں جس طرح سے قانون کی مٹی پلید کی گئی وہ تو ملّتِ اسلامیہ کا ایک ایک فرد جانتا ہے۔ قانون ہی نہیں آئین ایسی مقدس دستاویز کو پامال کیا گیا۔ اور اپنی مطلب برآری کے لیے متفقہ طور پر ترتیب و تشکیل کردہ آئین کا حُلیہ بگاڑا گیا۔ اپنے اقتدار کے استحکام کی غرض سے آئین میں رسوائے زمانہ ترامیم کی گئیں۔ جن سے نہ صرف اندرونِ ملک بنیادی انسانی حقوق کی بیخ کنی کی گئی بلکہ بیرونِ ملک بھی ملک کا وقار مجروح ہوا۔ اس کے برعکس قادیانیت کے سلسلے میں کی گئی متفقہ ترامیم کو روبہ عمل نہیں لایا گیا۔ اس ترمیم کے تمام تقاضوں کو پس پشت ڈال کر قادیانی اقلیت کو پہلے سے زیادہ کھلی چھٹی دے دی گئی، قادیانی اقلیت کو بدستور ملک کی کلیدی آسامیوں پر براجمان رکھا گیا، ربوہ کو عملاً کھلا شہر قرار دینے سے پہلوتہی کی جاتی رہی اور دیگر آئینی تقاضوں کو بروئے کار لانے کے مطالبات کو مجذوب کی بڑ گردانا جاتا رہا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ قادیانی اقلیت پہلے سے زیادہ جارح اور منہ زور ہو گئی۔ قادیانی اقلیت نے کھلم کھلا آئین کی تضحیک کی، مگر قانون حرکت میں نہ آیا۔ مستزاد یہ کہ موجودہ ملک گیر انتخابات میں قادیانی اقلیت کی سیٹیں نہ رکھ کر بھٹو جی نے عملاً قادیانیوں کی اقلیت کی صف سے نکال لینے کی جسارت کی ہے جو پاکستان کے آئین کی کھلی خلاف ورزی ہے۔ یہ ایں صورت و بہ ایں حالات مسٹر بھٹو کے کسی وعدے اور کسی اعلان پر کیسے اعتبار و اعتماد کیا جا سکتا ہے۔ مسٹر بھٹو ڈوبتے ہوئے ایمان لانے کی لاکھ کوشش کریں شرفِ قبولیت کو نہیں پہونچ سکتے۔ اب انہیں وقت ضائع کیے بغیر اپنی برطرفی کا اعلان کرتے ہوئے قومی جذبات کو پذیرائی بخشنی چاہیے۔

بھٹو صاحب

قوم کے راستے سے ہٹ جائیں!

پاکستان قومی اتحاد کے سربراہ کا جیل سے پیغام :

پاکستان قومی اتحاد کے سربراہ مولانا مفتی محمود کے پرائیویٹ سیکرٹری چوہدری محمد شریف ایڈووکیٹ نے ۱۵ اپریل کو سنٹرل جیل ہری پور میں ان سے ملاقات کی اور بعد ازاں ایک بیان میں کہا کہ مولانا مفتی محمود نے ایک پیغام میں قوم کے مختلف طبقات کو قومی تحریک میں جرات و استقامت کے ساتھ حصہ لینے پر زبردست خراج عقیدت پیش کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ تحریک اس لحاظ سے مثالی اور منفرد ہے کہ علماء وکلاء، طلباء، مزدور، کسان، تاجر، خواتین اور اقلیتوں غرضیکہ تمام طبقات اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہے ہیں جو اس امر کا ثبوت ہے کہ قوم نے دھاندلی، سازش اور جبر و تشدد کی سیاست کو مسترد کر دیا ہے۔ اور پوری قوم عدل و انصاف اور امن و شرافت کی بالادستی قائم کرنے کے لیے متحد ہو چکی ہے۔

مفتی صاحب نے کہا :

حالیہ تحریک میں بعض مقامات پر انتظامیہ کا رویہ انتہائی قابل اعتراض اور ناپسندیدہ ہے اور میں اپنا یہ سابقہ پیغام دھرانا ضروری سمجھتا ہوں کہ سیاسی حالات ہمیشہ یکساں نہیں رہتے اس لیے انتظامیہ کو مستقبل کا آئینہ ہر وقت سامنے رکھنا چاہیے اور یہ بات کسی لمحہ نہیں بھولنی چاہیے کہ اختیارات اور شرافت کی حدود سے تجاوز کر کے عوام پر تشدد کرنے والے حکام محاسبہ سے نہیں بچ سکیں گے اور انہیں ان زیادتیوں کی سزا مل کر رہے گی۔

مفتی صاحب نے پیپلز پارٹی کے ورکروں کو مسلح کر کے عوامی مظاہروں کے مقابل لانے کی پالیسی کو ملک و قوم کے خلاف خطرناک سازش اور خانہ جنگی کی راہ ہموار کرنے کی مذموم کوشش قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ یہ بات یقینی ہے کہ پیپلز پارٹی کے ورکر انتظامیہ کی مکمل پشت پناہی کے بغیر کوئی حرکت نہیں کر سکتے۔ اس لیے انتظامیہ کے ذمہ دار حکام کو اس قسم کی کارروائیوں کی پشت پناہی کرنے سے پہلے نتائج و عواقب پر اچھی طرح غور کر لینا چاہیے۔ کیوں کہ ان حرکات کی ذمہ داری بالآخر خود انتظامیہ پر عاید ہوگی۔

مفتی صاحب نے مسٹر بھٹو کی حالیہ پیش کشوں کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ ہمارا مؤقف بالکل واضح اور دو ٹوک ہے۔ کہ مسٹر بھٹو مستعفی ہو جائیں، الیکشن کمیشن کی از سر نو تشکیل، قومی اتحاد کو اعتماد میں لے کر کی جائے اور عدلیہ اور فوج کی نگرانی میں نئے سرے سے انتخابات کرائے جائیں۔ قوم کے تمام طبقات کی طرف سے ان مطالبات کی مکمل حمایت کے بعد اب یہ پوری قوم کا متفقہ مؤقف بن چکا ہے اس لیے اس سے پیچھے ہٹنے یا مطالبات کی منظوری کے بغیر کسی قسم کی بات چیت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

مولانا مفتی محمود نے مسٹر بھٹو سے کہا ہے کہ وہ ہٹ دھرمی کے ساتھ بحران کو مزید سنگین بنانے کی بجائے اخلاقی جرأت کا مظاہرہ کریں اور راستہ سے ہٹ جائیں، تاکہ کسی اور قوت کی مداخلت کا خطرہ مول لیے بغیر قومی تحریک اپنے منطقی نتیجہ تک پہونچ سکے۔

عنایت اللہ خان

امریکی وزیر خارجہ کا دورہ ماسکو۔ مذاکرات کے چند اہم امور

سائرس وانس کا یہ دورہ مشکل بھی اور اہم بھی ہے

امریکی وزیر خارجہ سائرس ان دنوں روسی لیڈروں سے مذاکرات کے لئے ماسکو پہنچے ہوتے ہیں، ان کا یہ دورہ صدر کارٹر کی انتظامیہ اور روسی حکومت کے درمیان پہلا براہ راست رابطہ ہے۔ اس لئے یہ کہا جا سکتا ہے کہ پہلی ملاقات ہونے کی وجہ سے سائرس وانس اور روسی رہنماؤں کی ملاقات سائرس وانس کے لئے ایک مشکل ہو گی۔ مگر اصل مشکل یہ ہے کہ صدر کارٹر نے روس میں سوویت اقتدار کے مخالفین کی مسلسل حمایت کر کے اس سیاسی دبیان کو خاصا مجروح کیا ہے۔ جو گذشتہ کئی سالوں کی مسلسل اور انتھک کوششوں کے نتیجہ میں قائم ہوئی تھی۔

صدر کارٹر کے ان بیانات پر روسی حکومت اور اخبارات نے شدید ردعمل کا اظہار کیا ہے اور سوویت کمیونسٹ پارٹی کے جنرل سکرٹری لیونڈ برژنیف نے حال ہی میں ٹریڈ یونینوں کی سولہویں کانگریس سے خطاب کرتے ہوتے صدر کارٹر کے بیانات کو سوویت یونین کے داخلی معاملات میں مداخلت قرار دیتے ہوتے بڑے تلخ لہجے میں کہا کہ کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ دوسروں کو مشورے دیتا پھرے کہ وہ اپنے ملک میں کیسے رہے۔ دراصل یہی وہ حقیقی مشکل ہے۔ جسے روسی لیڈروں کے ساتھ مذاکرات میں سائرس وانس کو سامنا کرنا پڑے گا۔

ان مشکلات کے باوجود سائرس وانس کے دورۂ ماسکو کی اہمیت اپنی جگہ مسلم ہے۔ ان مذاکرات اور ان کے نتائج کا عالمی صورت حال پر زبردست اثر پڑے گا۔ اس لئے کہ اس ملاقات میں زیر غور آنے والے مسائل کا عالمی امن کے استحکام اور کشیدگی کے خاتمے سے قریبی تعلق ہے۔ سائرس وانس نے اگرچہ روسی لیڈروں نے اپنے مذاکرات کے ایجنڈہ کو ظاہر نہیں کیا تھا۔ لیکن سوویت رہنما برژنیف نے کافی دن پہلے ٹریڈ یونینوں کی کانگریس سے خطاب کرتے ہوئے ان مسائل کی نشاندہی کی تھی۔ جن پر امریکی وزیر خارجہ کے ساتھ گفتگو ہو گی۔

اپنی اس تقریر میں برژنیف نے تخفیف اسلحہ پر روس اور امریکہ کے درمیان سمجھوتے کی اہمیت کو زور دیتے ہوتے کہا کہ قوموں کی سلامتی اور امن کو یقینی بنانے کے لئے اسلحہ کی دوڑ کو روکنا ایک مرکزی مسئلہ ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لئے برژنیف نے پہلے سے موجود معاہدوں پر عمل درآمد کی ضرورت کو زور دیا۔ اور کہا کہ ۱۹۷۴ء میں صدر فورڈ اور برژنیف کے درمیان ولادی واستک میں تکمیل پانے والے معاہدے پر عمل کرتے ہوتے انتہائی مہلک ہتھیاروں کی تحدید کے معاہدے کی تکمیل ضروری ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ برژنیف نے کیمیائی اور دیگر بے مہلک ہتھیاروں کے خاتمے اور جوہری ہتھیاروں کی آزمائش پر مکمل پابندی پر بھی گفتگو کرنے کی ضرورت پر زور دیا۔ اور یہ پیش کش کی کہ آزمائشی دھماکوں کے موقع پر ہی فریقین کے ماہرین معائنہ کریں۔ جہاں تک ان ہتھیاروں کی موجودگی کا تعلق ہے تو سائنس نے اتنی ترقی کر لی ہے کہ اب کوئی بھی فریق دوسرے کو مغالطہ نہیں دے سکتا ہے۔ اگر ان دونوں ملکوں کے درمیان مذکورہ امور پر اتفاق رائے کے نتیجے میں کوئی معاہدہ طے پاجاتا ہے تو اس سے تخفیف اسلحہ کی عالمی کانفرنس کے انعقاد کی راہ ہموار ہو جاتے گی اور ایک نئی اور جوہری جنگ کے خطرے کے خاتمے کے امکانات روشن ہو جائیں گے۔

روس، امریکہ مذاکرات میں وسطی یورپ میں فوجوں اور اسلحہ میں کمی کا سوال بھی زیر غور آتے گا گو کہ اب تک امریکہ اور اس کے اتحادی ناٹو کے رکن ملک اس قسم کے معاہدے میں پس و پیش کرتے رہے ہیں۔ لیکن امید رکھنی چاہیے کہ موجودہ ملاقات میں اس ضمن میں بھی کچھ پیش رفت ضرور ہو گی۔ اس سوال پر اتحادیوں سے صلاح و مشورہ کرنے کے لئے سائرس وانس ناٹو کے ہیڈ کوارٹر برسلز بھی گئے۔ جہاں انہوں نے ناٹو کی کونسل سے مشورے گئے۔ اور ادھر برژنیف کے ناٹو کے رکن ملکوں پر وسطی یورپ میں فوج اور اسلحہ جمع کرنے پر تنقید کرتے ہوتے یک طرفہ طور پر اعلان کیا کہ علاقے میں فوجی کشیدگی میں کمی کرنے کے لئے ان کا ملک اور مشرقی یورپ کے اشتراکی ملک علاقے میں اپنی فوجوں اور اسلحہ میں اضافہ نہیں کریں گے۔ تاوقتیکہ علاقے میں فوجوں کی کمی کے سوال پر کوئی حتمی تصفیہ نہیں ہو جاتا۔ مبصرین

چیچہ وطنی کی صورت حال

عمیر الہاشمی

جو والد نے کہا

مجھے رخصت پر جانے دو ورنہ یہ رہی پیٹی میں تشدد نہیں کرسکتا........

وہ سرکاری ملازم تھے لیکن

اُن کا قصور صرف یہ تھا کہ انہوں نے داڑھی رکھی ہوئی تھی

چیچہ وطنی ضلع ساہیوال میں سیاسی طور پر سب سے زیادہ زرخیز علاقہ ہے۔ ایوب آمریت کے خلاف سب سے پہلی ہڑتال پاکستان میں چیچہ وطنی میں ہی ہوئی۔ عوام میں سیاسی شعور و آگہی کی وجہ یہ ہے کہ یہاں پر وڈیرہ سسٹم نہیں۔ عوام کسی جاگیر دار یا سرمایہ دار کے تابع نہیں بلکہ خود سوچنا، سمجھنا، اور عمل کرنا جانتے ہیں۔

موجودہ حکومت کے ظالمانہ رویہ اور انتخابات میں ملک گیر دھاندلی اور بے ایمانی کے خلاف پاکستان قومی اتحاد نے ملک گیر احتجاجی مظاہروں اور گرفتاریوں کا اعلان کیا تو چیچہ وطنی کے عوام ظلم و تشدد، دھاندلی اور بے ایمانی کے خلاف سراپا احتجاج بن کر گھروں سے نکل آئے۔ اور آج تک روزانہ بلاناغہ مسلسل احتجاجی مظاہروں اور گرفتاریوں کا سلسلہ جاری ہے۔ انہیں کسی قسم کا تشدد اور خوف و ہراس مرعوب نہیں کر سکا۔

سیکرٹری نشریات چیچہ وطنی پاکستان قومی اتحاد کی رپورٹ کے مطابق اب تک تقریباً دو سو پچاس کارکن گرفتاریاں پیش کر چکے ہیں۔ اور پاکستان قومی اتحاد کی طرف سے ہڑتال کی جتنی اپیلیں بھی کی گئیں وہ تمام کامیاب رہیں۔ اور اہل چیچہ وطنی نے ہر ہر قدم پر پاکستان قومی اتحاد کی اپیل پر لبیک کہا۔

ابتداء میں پولیس کا رویہ زیادہ خراب نہ تھا لیکن بعد ازاں وہ اپنے روایتی کردار پر اتر آئی اور انہوں نے عوام پر ظلم و تشدد کو اپنا حق جانا۔ نہتے لوگوں پر لاٹھیاں برسانا اپنے رزق کو حلال کرنے کے مترادف سمجھا۔ شرفاء شہر پہ بھی زیادتیاں کی گئیں ان کے گھروں پر غیر قانونی چھاپے مارے ان کو حراساں کرنے کی کوشش کی اور بیشتر افراد کو گرفتار کیا۔ اے۔ ایس۔ آئی نذیر مان کی قیادت میں پولیس نے شرفاء کو بے عزت کرنے کی مہم شروع کی۔ عوام کے مکانات سے ڈاکوؤں کی طرح مال اڑایا۔ کم از کم بیس ہزار روپے اور زیورات بھی لے اڑے۔ شہر کے تمام سرکردہ افراد کو اسی طرح چھاپے مار کر گرفتار کر لیا ہے۔ صرف صوفی نصیر الدین چیمہ صاحب ان کے چھاپوں سے محفوظ رہ سکے ہیں لیکن پولیس ان کی تلاش میں بھی سرگرداں ہے تاہم ابھی تک کامیاب نہیں ہو سکی۔

بعض افراد جن کا مظاہروں یا پاکستان قومی اتحاد سے بظاہر کوئی تعلق نظر نہیں آتا ان کو بھی محض اس لئے پریشان اور گرفتار کر لیا جاتا ہے کہ انہیں ان کے لڑکے مطلوب ہیں اور ان پر زیر دفعہ ۳۰۲ کے تحت مقدمات قائم کئے گئے۔

پولیس کے کارنامے کی جھلک اس ایک واقعہ سے بخوبی لگائی جا سکتی ہے کہ ۸ اپریل کو شہر میں متفقہ طور پر ایک جگہ نماز جمعہ ادا کرنے کا پروگرام بنایا گیا۔ بعد ازاں ایک احتجاجی جلوس نکالنا تھا۔ پولیس نے کہا کہ ہم احتجاجی جلوس کی مزاحمت نہیں کریں گے، بے فکر رہیں۔ نماز جمعہ کے بعد لوگوں نے جلوس نکالا۔ جلوس نہایت پرامن تھا اور مسجد سے دس قدم ہی بڑھا تھا۔ کہ پولیس نے جلوس کو محصور کر لیا اور مجسٹریٹ کی موجودگی میں اس قدر لاٹھی چارج کے نام پر ظلم و ستم کیا کہ کم از کم انسانوں سے اس قسم کے افعال کی توقع عبث ہے۔ اسی موقع پر پیپلز پارٹی کے آدمیوں نے اے ایس آئی کا موٹر سائیکل جو ان کے دفتر کے سامنے کھڑا تھا نذر آتش کر دیا۔ اور الزام پاکستان قومی اتحاد کے سر دیا۔

اسی پر بس نہیں بلکہ عام شہریوں پر بھی پولیس سے جس طرح اور جتنا ہو سکتا تھا ظلم کیا۔ ایک سرکاری ملازم جناب رضوان الدین صاحب، رانا محمد فیض خان صاحب ایڈووکیٹ اور مولانا نذیر احمد صاحب ایک کیفے میں بیٹھے چائے پی رہے تھے کہ پولیس انسپکٹر نے پولیس کی نفری کے ساتھ آر، ایم کی موجودگی میں ان حضرات کو زدوکوب کیا۔ عینی شاہدوں کے مطابق تقریباً بیس سپاہیوں نے ان پر اندھا دھند لاٹھیاں برسائیں اور ان کو سر عام مارتے ہوتے تھانے لے گئے۔

رضوان الدین صاحب سرکاری ملازم تھے۔ لیکن انکا قصور صرف یہ تھا کہ انہوں نے داڑھی رکھی ہوئی تھی۔ تھانے میں کسی آدمی کو ان لوگوں سے ملنے کی اجازت نہ دی گئی۔ چند احباب نے ذاتی اثر و رسوخ کی بنا پر ایک ڈاکٹر تھانہ پہنچایا انہوں نے ان کا معائنہ کیا۔ ڈاکٹر رپورٹ کے مطابق رضوان الدین کو سخت تکلیف تھی اور ان پر بلڈ پریشر کا حملہ ہو چکا تھا اور زخم بھی لاتعداد تھے لیکن پولیس نے تعاون کرنے سے قطعاً انکار کر دیا یہ ابھی تک پس دیوار زنداں ہیں۔

تحریک میں آج ایک ماہ بعد بھی کسی قسم کی کمی کے آثار نہیں بلکہ عوام کے جوش و خروش میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ حالانکہ چیچہ وطنی کی لیڈر شپ پہلے روز ہی گرفتار ہو چکی تھی۔

چودھری محمد نواز صاحب امیدوار قومی اسمبلی پیر جی عبداللطیف صاحب مدظلہ کے صاحبزادے مولانا عبدالعلیم صاحب اور جمعیت طلباء اسلام کے رہنما صفدر چودھری پہلے روز ہی گرفتار ہو گئے تھے اور رانا محمد حنیف صاحب سابق وزیر خزانہ اور موجودہ وزیر تجارت جو اسی علاقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کے اثر و رسوخ اور دباؤ کے باوجود بھی عوام کے جذبات میں کسی قدر بھی کمی کے آثار نمایاں نہیں۔

بعد ازاں انتظامیہ نے خیال کیا کہ امیدوار صوبائی اسمبلی جناب منیر ازہر صاحب ایڈووکیٹ کو گرفتار کر لینے سے تحریک ختم ہو جائے گی۔ لہذا ان کی گرفتاری کے بعد پولیس نے اتحاد کے لوگوں کو فون پر مبارکباد دی کہ آج تحریک کا آخری دن تھا۔ لیکن الحمدللہ تحریک روز اول کی طرح بلکہ اس سے بڑھ کر جوش و جذبات کے ساتھ جاری ہے۔ عالم یہ ہے کہ روزانہ گرفتاری پیش کرنے والوں کی تعداد اس قدر زیادہ ہو جاتی ہے کہ ان کو زبردستی منع کر کے تعداد کم کی جاتی ہے۔ پھر بھی روزانہ چھ افراد سے زیادہ گرفتاری کے لئے خود کو پیش کرتے ہیں اور سب سے بڑی بات یہ کہ یہاں قومی اتحاد میں شامل تمام جماعتیں یک جان ہو کر رہ گئی ہیں۔ اور کسی قسم کی کوئی تفریق و تمیز نہیں۔ متحدہ قوت کے ساتھ جدوجہد جاری ہے

ظلم کی انتہا یہ ہے کہ ایک حوالدار نے جس کی شرافت ابھی مری نہیں تھی اس ظلم و ستم کو دیکھتے ہوئے۔ انسپکٹر پولیس سے یہ کہا کہ "یا تو مجھے طویل رخصت پر جانے دیا جائے دگرنہ یہ پیٹی پڑی ہوئی ہے" میں تشدد نہیں کر سکتا انسپکٹر پولیس نے حوالدار کو مستقل رخصت دیتے ہوئے انہیں معطل کر دیا۔

عام لوگوں میں یہ بات بھی گردش کر رہی ہے کہ پولیس میں چند افراد مزید استعفیٰ دینے کو تیار ہیں۔ لیکن موقع کی تلاش میں ہیں۔ پولیس انسپکٹر انتہائی غلط آدمی ہے اور عوام پر بے جا تشدد کے ساتھ ساتھ زیر دفعہ ۳۰۷/۳۲۲، ۱۸۶، ۱۸۸، اور ۴۲۵ کے تحت مقدمات قائم کئے گئے ہیں۔

چیچہ وطنی میں شہریوں کے ساتھ ساتھ دیہاتیوں کا جذبہ بھی دیدنی ہے اور اس تحریک میں وہ شہری بھائیوں سے کسی طرح پیچھے نہیں۔ بلکہ صورت حال یہ ہے کہ دیہات سے گرفتاری پیش کرنے والے اس قدر آتے ہیں کہ شہر کے لوگوں کو ان کے جذبہ کے خلاف مؤخر کیا جاتا ہے۔

راقم الحروف جب چیچہ وطنی کی صورت حال کا جائزہ لینے کے لئے گیا تو اس وقت بھی چھوٹی چھوٹی بچیوں کا جلوس نکل رہا تھا۔ اور مختلف محلوں میں خواتین ان بچیوں کی حوصلہ افزائی کرنے کے لئے گھروں کے دروازوں پر آگئی تھیں میں سوچ رہا تھا کہ عوام کس قدر گناہ گار ہیں کی آواز شاید خدا نہ سنے تو کیا ان معصوموں کی آواز کو بھی نہیں سنا جائے گا؟ اسی لمحہ میرے دل نے کہا کہ نہیں بالکل نہیں خدا تعالیٰ ضرور سنتا ہے شرط صرف یہ ہے کہ کوئی خلوص دل سے اسے پکارے اور پھر ظلم و تشدد سہنے اور قربانی کے بعد تو دعا کی مقبولیت کا وقت ہوتا ہے۔ انشاءاللہ ان معصوم بچوں کی دعائیں۔ ضرور رنگ لائیں گی۔

اہل شہر کا کہنا ہے کہ بچوں نے بغیر کسی کی ہدایت اور مشورے کے خود ہی اپنی ایک تنظیم چلڈرن قومی اتحاد بنائی ہے۔ جس کے روزانہ جلوس نکلتے ہیں اور ان کے نعرے بھی بڑے عجیب و غریب ہوتے ہیں۔ مثلاً ظالمو جواب دو، تعلیم کا حساب دو۔ اسی طرح طلباء نے مشترکہ طور پر ایک عظیم جلوس نکالا جس میں تقریباً ۵۰۰ طلباء نے شرکت کی۔ خواتین کے بھی دو مرتبہ فقید المثال جلوس نکل چکے ہیں۔ جن میں پانچ ہزار عورتوں نے حصہ لیا۔ چیچہ وطنی میں عورتوں کے آٹھ ہزار ووٹ ہیں۔ اور جلوس میں پانچ ہزار عورتوں کی شمولیت سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ عورتوں نے پیپلز پارٹی کو ووٹ نہیں دینے۔

اہل شہر کہتے ہیں کہ جب تک منزل نہیں آجاتی ہمارا سفر شروع رہے گا۔ کچھ عرصہ قبل امیر جمعیت علماء اسلام پاکستان حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی مدظلہ کی تشریف آوری سے بھی تحریک میں نئی جان پڑی ہے۔ اور اب صورت حال یہ ہے کہ شہر میں عملاً پی پی ختم ہو چکی ہے۔ رفتہ رفتہ تمام لوگ اتحاد میں شامل ہو رہے ہیں۔ اور جو باقی ہیں وہ صرف خاموش ہیں۔

بقیہ ! امریکی وزیر خارجہ

کے نزدیک روس کی طرف سے یہ ایک مؤثر پیش رفت ہے۔

اس ملاقات میں جیسا کہ برزنیف نے اپنی تقریر میں کہا ہے کہ مشرق وسطیٰ کے تصفیے اور جنیوا کانفرنس کے انعقاد کے سوال پر بھی بات چیت ہوگی۔ اس سلسلے میں سب سے بڑی دقت اسرائیلی حکومت کا یہ مؤقف ہے کہ وہ تنظیم آزادی فلسطین کی نمائندہ حیثیت کو تسلیم نہیں کرتا ہے۔ اسرائیل کے اس مؤقف کی ماضی میں امریکہ حمایت کرتا رہا ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ اس سوال پر امریکہ کس حد تک حقیقت پسندانہ رویہ اختیار کرتا ہے۔ آیا وہ اسرائیل کی اندھی حمایت جاری رکھتا ہے یا تنازعہ کے تصفیہ کے لیے اسرائیل پر دباؤ ڈالنے پر آمادہ ہوتا ہے۔

بعض حلقوں کے مطابق بحر ہند کو امن کا علاقہ قرار دینے کا سوال بھی زیر غور آئے گا۔ اس علاقے میں آسٹریلیا سے افریقہ تک امریکہ کے بحری اڈوں کا ایک وسیع سلسلہ پھیلا ہوا ہے، لیکن امریکہ ان اڈوں کو بند کرنے پر آمادہ ہو جائے گا کیونکہ اس سوال میں یہ متنازعہ مسئلہ ہے۔

شجاع آباد میں

رپورٹنگ : محمد یعقوب شیخ

نصیر الدین احرار کی شہادت
اور تھانیدار عبدالحمید شاہ کی ہلاکت

شجاع آباد ضلع ملتان میں ابتداء تصادم کی صورت پیدا ہوئی۔ لاٹھی چارج ہوا۔ گولی چلی اور کئی جوان زخمی ہوئے۔ بعد میں حالات پر سکون ہو گئے، اور گرفتاریاں معمول بن گئیں۔ پولیس لوگوں کو گرفتار کرکے یا تو پیشنمنہ چھوڑ آتی، یا چائے کے بعد تھانے کی چار دیواری سے باہر چھوڑ دیتی۔

آر۔ ایم صاحب شجاع آباد ضلع مظفر گڑھ کے بوڑھے سیاست دان سابق وزیر ۱۹۷۷ کے الیکشن میں جیتنے والے غازی ملک قادر بخش جھکڑ کے نور نظر ہیں۔ باپ کی طرح بیٹا بھی بڑا ہوشیار ہے، طاقت ور کے سامنے سجدہ ریزی اور کمزور پر چڑھ دوڑنا جھکڑ خاندان کا شیوہ ہے، یہ بات ان کو خاندانی ورثہ میں ملی ہو شاید؟

مولانا محمد عبداللہ بہلوی شجاع آباد کے روحانی پیشوا ہیں۔ حضرت کی سرپرستی میں ایک دینی درسگاہ بھی نور علم پھیلانے اور ظلم و جہالت کی تاریکی کو ختم کرنے کیلئے قائم ہے۔ اس درس گاہ کا ایک نہایت ہی شریف اور خاموش طبع طالب علم بازار گیا۔ آر۔ ایم صاحب کو دیکھ کر جلال آگیا۔ حکم دیا اسے پکڑو۔ ابن زیادوں کو کونسی کمی ہے۔ ایک آگے بڑھا اور غریب طالب علم کو تھپیڑ رسید کرنے لگا۔ بر سر عام اس غریب کو مارا گیا۔ اور گھڑی بھی چھین لی۔ مشہور کر دیا کہ مفتی محمود کے بیٹے کو ہم نے پیٹا ہے۔

ایک غریب طالب علم کو مارنا کونسا کشمیر فتح کرنا ہے، یا دلی کے لال قلعہ پر جھنڈا لہرانے کے مترادف ہے، مگر پولیس کے یہ ساتھی غریب کو روند کچل کر ہی خوش ہوتے ہیں۔ ان کو کبھی یاد نہیں آیا یہ کہ پاکستان بناتے وقت قوم کی جو بیٹیاں جب سکھوں نے اور جن سنگھوں نے اغوا کر لی تھیں۔ وہ ان پاکستانی مجاہدوں کی راہ دیکھ دیکھ کر بوڑھی ہو گئی ہیں۔ اور ایک ایک نے کئی سکھوں کو جنم دیا ہے۔ ان ظالموں کو غیرت نہیں آتی اس طرف رخ کرتے ہیں۔ یا اپنی قوم کو ختم کرنے دوڑ پڑے ہیں۔ ان کے ہاتھ اپنے ہی جوانوں کے خون سے رنگ پاتے ہیں۔ یہ ان کے خون ہی سے دلی کے عادی ہیں۔ یہ بھوکے بھیڑیے اپنے ہی جوانوں کے خون کے پیاسے ہیں۔

ان میں ایک بھی محمد بن قاسم نہیں ایک بھی صلاح الدین ایوبی نہیں۔ اور ایک بھی غازی علم الدین شہید نہیں یہ تو بہت بلندی کی باتیں ہیں۔ ان ظالموں میں ایک ابھا زام نہیں، جس کا ضمیر جاگ اٹھے۔

مقصود بیان یہ ہے کہ شجاع آباد کی انتظامیہ کو شہر کی پرامن صورت حال سے نامعلوم کیا گھبراہٹ ہوئی کہ ۲۹ مارچ کو چاروں دروازوں سے شہر کے اندر داخل ہو کر جلوس کو گھیر لیا۔ جب لوگوں نے اپنے آپ کو محصور پایا۔ تو نوجوان بھی مشتعل ہو گئے، سنگ باری شروع ہوئی۔ پولیس بھاگ گئی،

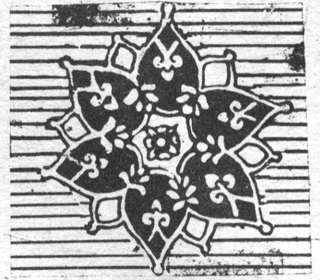
ایک دوکان میں چند ساتھی پناہ لے بیٹھے تھے، نصیر الدین احرار اور اس کے ساتھی دیکھے گئے، ایک [illegible] آئی اور نصیر الدین کے سر پہ لگی، ایک چیخ کے ساتھ دھڑام سے نوجوان گر گیا۔ ہر طرف قیامت برپا ہو گئی، لوگ ایکدم اس حادثہ سے گھبرا کر بھاگ گئے اس دوران سپاہی بھی بھاگنے میں کامیاب ہو گئے، رات گئے ایک تھانیدار مشتعل ہجوم کے ہاتھ لگ گیا۔ اسے بھی بہیمانہ طور پر قتل کر دیا گیا۔

ساری رات اس ہنگامہ آرائی، قتل اور دہشت میں گزر گئی۔ صبح ہوئی، پولیس تھانیدار کی لاش کو اٹھا لے گئی، معلوم ہوا اس کے جسم پر ۳۲ ضربات کے نشان تھے،

اس دوہرے قتل اور خون ریزی کی اطلاع رات کو ہی ملک بھر میں پھیل گئی، جمعیت علماء اسلام کے مرکزی امیر شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب لاہور سے خانپور جاتے ہوئے ملتان ٹھہرے تو شجاع آباد کے اس خونی حادثہ کی اطلاع پر بہت غمزدہ ہوئے اور شجاع آباد جا کر نصیر الدین احرار کے ورثاء اور جماعتی احباب سے تعزیت کرنا چاہتے تھے، حضرت امیر مرکزیہ کے حکم

مولانا سعید الرحمٰن علوی کے قلم سے!

رانا اقبال کی صدارت میں:



اقتدار کی گرتی ہوئی دیوار کو بچانے کی کوشش!

ہر دور میں دین کے نام پر دین فروشوں کا طائفہ!

قرآن حکیم نے سورۂ جمعہ میں یہود کے جاہ پسند حب مال کے مریض اور اسلامی و دینی اقدار کے دشمن علماء کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ ـــــ:

"ان کی مثال ایسی ہے جیسے گدھے
پر بوجھ لدا ہوا ہے"!!

وجہ یہ ہے کہ تورات کے جاننے کے مدعی بنتے ہیں، لیکن اس پر عمل نہیں کرتے، بلکہ دوسرے مقامات سے معلوم ہوتا ہے کہ تورات کی آیات کا چھپانا اور دنیا کے حقیر مال کی خاطر ان احکامات میں تحریف سے بھی باز نہیں آتے تھے۔ سچ ہے کہ تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے۔ قرآن کا یہ ارشاد محض "ماضی کی داستان" ہی بیان نہیں کرتا، بلکہ جب حقائق پر نظر ڈالی جاتی ہے تو آج بھی حاملانِ علم کا ایک ٹولہ وہی کچھ کرتا نظر آتا ہے جو علماءِ یہود کرتے تھے۔

آج آپ دیکھ رہے ہیں کہ بھٹو سامراج کے خلاف پورا ملک احتجاج میں مشغول ہے۔ درویش و صوفی، علماء و مدرسین، وکلا، طلبار، کسان، تاجر اور خواتین و عوام بشمول اقلیتیں سبھی احتجاج کر رہے کر رہے ہیں، مظاہرے کر رہے جلوس نکال رہے ہیں، جلسے کر رہے ہیں، زخمی اور شہید ہو رہے ہیں، لیکن احتجاج جاری ہے۔ وجہ ساری دنیا کو معلوم ہے کہ عوام تیس سال کی محرومیوں کے بعد من حیث القوم یہ مطالبہ لے کر اٹھے کہ اس ملک میں اللہ کا دین نافذ کیا جائے۔ یہ ایک ایسا مطالبہ ہے جو پوری قوم کے دل کی آواز ہے اور پاکستان قومی اتحاد اس کا ترجمان!

لیکن ہر طبقہ میں سے ایک حقیر اقلیت ایسی بھی ہے جو خودغرضیوں اور ذاتی مفادات کے لیے قوم کے ساتھ شامل نہیں اور انہیں ملک کی سلامتی قوم کی بقاء، عزت اور اسلامی اقدار و آئین سے ذرا برابر تعلق نہیں۔ وہ محض پیٹ کا جہنم بھرنے کے لیے حرام کی کمائی کا چکر جاری رکھتا ہے اور اس کے لیے وہ اقتدار کی گرتی ہوئی دیواروں کا سہارا لینے کی مذموم کوشش تک کرتی ہے۔

جس طرح باقی طبقات میں ایسے کندۂ ناتراش موجود ہیں ایسے ہی "صفِ علماء" میں بھی ایسے افراد موجود ہیں جو قدرتی تقسیم حزب اللہ اور حزب الشیطان کے تحت دوسری صف میں شامل ہیں۔

ان کوڑھ مغز اور بے بصیرت لوگوں میں صاحبزادے، پیرزادے اور نہ معلوم کیا کیا زادے شریک ہیں اور بقول مولانا آزاد کے:

"کسی طرح دم اٹھائے ایک ایک
قصائی کی دکان پر بو سونگتے پھر رہے
ہیں۔ اور ہر کہیں سے پڑی ہڈی اور
چھیچھڑے کا راتب للچائی نظروں
سے طلب کرتے ہیں"

یہ لوگ کبھی سپیکر جی ہاں جعلی اور نام نہاد اسمبلی کے جعلی سپیکر کے دروازے پر دستک دیتے ہیں، کبھی پنجاب کے معروف زمانہ نام نہاد وزیر اعلیٰ کی چوکھٹ پر سجدہ ریز ہوتے ہیں اور کبھی گوجرانوالہ کی رسوائے زمانہ اور بدترین شخصیت جو پچھلے دور میں وزارت اوقاف کی انچارج تھی کی زیر صدارت مسجد عالمگیری کے سامنے لان میں منہ سے جھاگ بہاتے نظر آتے ہیں۔

ان نظر و فکر سے عاری لوگوں میں کچھ تو وہ ہیں جن کا تعلق محکمہ اوقاف کی مساجد سے ہے۔ وہی محکمے جسے پاکستان میں علماء کے ضمیر کا سودا کرنے کے لیے بنایا گیا تھا، وہی محکمہ جس کا انچارج آج کے دور میں میانوالی کا ایک نام نہاد مولوی ہے۔ جس کی رنگین داستانوں کا شہرہ لاہور کے گلی کوچوں میں موجود ہے۔ وہی ذاتِ شریف جو عرصہ تک اپوزیشن کی ایک جماعت میں رہ کر حکومت کے لیے مخبری کرتا رہا اور بالآخر ملت و قوم کے سب سے بڑے دشمن کی ناک کا بال بن کر قوم کی عزت سے کھیلنے لگا۔

وہی محکمہ اوقاف جس نے لاکھوں روپے صرف کر کے کچھ مزارات پر سنہری دروازوں کا اہتمام کیا، لیکن اکابرین دین و ملت کی تعلیم سے قوم کو مزید دور کیا۔

وہی محکمہ اوقاف جس نے علماء اکیڈیمی جیسے ادارے بنا کر مولوی حضرات کی ذہن سازی کی کوشش کی، جس نے یورپ کے کافرانہ نظریات کے مطابق مذہب و سیاست کے الگ الگ ہونے کا ملحدانہ اور منافقانہ پروپیگنڈہ کیا، جس نے مولوی حضرات کے طبقے میں رشوت ستانی کا دروازہ کھولا اور اس طبقہ کو حرام کی چاٹ لگائی۔

باوجودیکہ اب بھی اس طبقہ میں بہت سے باضمیر، عزت مند اور بہادر افراد موجود ہیں۔

جواد قاف کی زلفِ گرہ گیر کا شکار ہونے کے باوصف بھی "سچی بات" کہنے سے گریز نہیں کرتے تاہم اکثریت ایسے ہی دین فروش لوگوں کی ہے جنہیں اکبر کا نورتن اور فیضی و ابوالفضل کا ہم نوالہ کہنا چاہیے۔ یہ لوگ ڈسٹرکٹ خطابت اور ایسے ہی دوسرے مناصب کے لیے اوقاف سیکرٹریٹ میں آپ کو دُم ہلاتے نظر آئیں گے اور وزیر اوقاف، سپیکر اور وزیر اعلےٰ کے حضور کورنش بجا لانے میں فخر محسوس کریں گے۔

چند دن پہلے ان کور باطنوں نے شاہی مسجد کے سامنے اکٹھے ہو کر غضب خداوندی کو دعوت دی، آیات و احادیث میں تحریف کی اور وہ ناٹک کھیلا کہ دورِ نبوی کے بدباطن یہودی مولویوں کی روحیں شرما گئیں ہوں گی۔ ایک بلبل ہزار داستان جو غالباً جہانیاں سے تعلق رکھتا تھا روایتی شوخی کا مظاہرہ کر کے یوں گایا کہ نورجہاں کی سریلی آواز لوگوں کو بھول گئی۔

ایک ۵ من کی بھاری بھرکم نعش نے جو جھنگ سے وارد ہوئی تھی آیات و احادیث میں تحریف کر کے قبر کے کیڑوں کی خوراک بننے کا جواز مہیا کیا اور گویا ان کو کہہ دیا کہ میرا کھونٹا ابھی باقی ہے اس کو ہلنے دو۔ میں تمہارے کام و دہن کی لذت کے لیے آیا ہی چاہتا ہوں۔

چوڑہ کے علاقہ کے ایک خالفتانی شکل و صورت کے صاحبزادے اور اس کے ہم خوبی بلکہ اس محفل رو سیاہاں کے میرِ مجلس نے جولن ترانیاں ہانکیں وہ اپنی جگہ۔

بھٹو سے مذاکرات پر زور دیا گیا، اس بھٹو سے جو ملک کا قاتل اور قوم کا رسوا کرنے والا ہے۔ جس نے انہیں منڈی میں بار بار خریدا ہے انہوں نے عورتوں کے مظاہروں پر نکتہ چینی کی۔ جب کہ یہ آوارہ مخلوق تاریخ و سیرت کے ان ابواب کو بھول گئی کہ جب ملت کی بچیاں زخمیوں کو پانی پلاتی تھیں۔ مرہم پٹی کرتی تھیں اور تیر اٹھا اٹھا کر مجاہدین کو دیتی تھیں۔ انہیں نفیرِ عام کی اسلامی حقیقت یاد نہ رہی اور جب انہوں نے مثل اُونٹ کھڑے ہو کر مٹھائی اور چائے کی چینکیں صاف کیں تو پھر اسلام خطرے میں نہ تھا۔ میں حیران ہوں کہ مسلم مسجد لاہور میں لاتعداد لوگوں کی داڑھیاں نوچی گئیں۔ قرآن کے اوراق پھاڑے گئے۔ خانیوال بہاولپور اور احمد پور شرقیہ میں کتاب مقدس کی توہین کی گئی پھر بھی ان بے ضمیر اور بدکردار لوگوں کی پیشانیوں پر عرق ندامت کے قطرات نمودار نہ ہوئے۔ غالباً انہوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ ہمارا "ممدوح" ہمیشہ رہے گا۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ ایسا نہیں ہوگا اور وہ وقت دور نہیں جب ان مذہب و ملت کے دشمنوں کو شرابی و بدکردار قیادت کے ساتھ ہی الٹا لٹکا یا جائے گا

ان سطور کے لیے سوچ رہا تھا کہ اچانک ہری پور جانا پڑا۔ آزادی برصغیر کے نامور رہنما حکیم عبدالسلام مرحوم کے کمرے میں بیٹھے ایک کتبہ پہ نظر پڑی۔ حافظ شیرازی مرحوم کا شعر خوبصورت انداز سے لکھا تھا ؎

فقیہ مدرسہ شب مست بود و فتویٰ داد
کہ مے حرام ولے بہ ز مال اوقاف است

کہ فقیہہ مدرسہ رات مستی کا شکار تھے۔ اس حال میں انہوں نے فتویٰ دیا کہ شراب تو حرام ہے لیکن اوقاف کے مال سے اچھی ہے۔

شعر پڑھا پھڑک اٹھا۔ کتنا برمحل اور برجستہ تھا۔ دنیائے اوقاف اور ان کے یمین و یسار کی کتنی سچی تصویر ہے۔ سچ ہے کہ اوقاف کے ترنوالوں نے ان پر اتنی چربی چڑھا دی ہے کہ ان کی گردنیں ہل نہیں سکتیں اور یہ بزدل نازک لمحات میں میدان چھوڑ کر بھاگ جاتے ہیں۔

ان کی منافقانہ گفتگو دیکھیں، چرب لسانی دیکھیں، گا گا کر قرآن پڑھنے کا انداز دیکھیں، پیشانی کے داغوں کو دیکھیں، تسبیح و سجادہ کو دیکھیں اور بزدلی و جبن اور منافقت کو دیکھیں لاحول ولا قوۃ۔ یہ تو دورِ فرعونی کے جادوگروں سے بھی گئے گزرے ہیں جنہوں نے موسوی معجزہ کو دیکھ کر اللہ کے حضور گردنیں جھکا دیں تھیں۔ اور کوئی خطرہ اور خوف انہیں راہِ حق سے نہ ہٹا سکا۔ اور یہ چند سو روپے کی تنخواہ پا کر کمینگی کا مظاہرہ کرتے اور آیاتِ الٰہی کا سودا کرتے ہیں۔

بہرحال وہ دن دور نہیں جب مسجدیں ان بدنام کنندگانِ دین و دانش سے خالی ہوں گی اور منبر و محراب کی رونق وہ لوگ ہوں گے جن پر صداقت بھی ناز کرے گی۔

میں سلام عقیدت پیش کرتا ہوں ملک کے ان بہادر اور ایثار پیشہ علماء کو جنہوں نے حق و باطل کی جنگ میں حق کا پرچم تھام کر اپنے بلند تر ہونے کا ثبوت دیا۔ اور زیادہ مستحقِ تبریک وہ لوگ ہیں جو اوقاف میں رہ کر بھی حق کے پشتیبان ہیں۔

بقیہ: شجاع آباد میں

پر مولانا عبدالقادر قاسمی، شیخ محمد یعقوب اور صفدر ہاشمی بھی حضرت کے ہمراہ شجاع آباد گئے،

حضرت کا قافلہ شجاع آباد مدرسہ اشرف العلوم پہنچا، معلوم ہوا کہ شہر میں حالات بہت کشیدہ ہیں۔ شہر کے جماعتی احباب کو حضرت کی تشریف آوری کا پیغام پہنچایا گیا مگر ڈر اور خوف اس قدر زیادہ تھا، کہ شہر سے کوئی ایک شخص بھی نہ آسکا۔ نماز ظہر تک انتظار کیا گیا۔ بعد میں مولانا عبدالقادر قاسمی کی ہمراہی میں ایک سہ رکنی وفد نصیرالدین احرار کے گھر گیا، آخری زیارت کی اور ورثاء سے اظہارِ ہمدردی کیا۔

اس وقت تک شہر کے تمام معروف لوگ گرفتار کیے جا چکے تھے، ڈی آئی جی ملتان نصیرالدین احرار کے گھر آئے تو انہوں نے جنازہ اور قبرستان میں دفنانے کی اجازت دی،

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ شہر کی منڈوارن

سیف اللہ پراچہ کی ہار

اور

طالب حُسین کی جیت

کافی عرصہ کے بعد قارئین کی خدمت میں حاضر ہو رہا ہوں، مگر حالات اب بھی اگرچہ اس بات کی اجازت نہیں دیتے۔ مصروفیات، مظالم، قید و بند کے باوجود آپ تک بلوچستان خصوصاً کوئٹہ میں برف باری اور منجمد موسم کے بعد موسم بہار کی آمد ہے اور سیاسی موسم بھی انشاءاللہ اچھا ہو رہا ہے جو سیاسی موسم بلوچستان کا تھا آج وہ موسم پورے پاکستان کا ہے۔ آج بلوچستان کے دوش بدوش دوسرے دو صوبے سندھ اور سرحد کھڑے ہیں اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ پنجاب نے آخر اپنے بلوچستان کے بھائیوں کی تائید و حمایت کر دی۔ آپ لوگوں کو یاد ہو گا کہ یہی بلوچستان تھا جس نے ۱۹۷۷ء میں پیپلز پارٹی کو مسترد کر دیا اور جمعیت نیپ کی حکومت کے بعد بلوچستان ہی تھا کہ اس نے کلمہ حق بلند کیا اور پھر ۱۹۷۷ء کے الیکشن سر پر پہونچ گئے۔ مگر بلوچستان نے حالات کا رُخ دیکھ کر اپنے عوام کے ساتھ رہ کر انتخابات سے بائیکاٹ کیا، کیونکہ بلوچستان کے حالات اس قسم کے ہو چکے تھے کہ یہ حالات الیکشن کے لیے سازگار نہ تھے۔ اور پی این اے کی مرکزی قیادت کا یہ فیصلہ کتنا دور رس اور صحیح تھا۔ اس کا اندازہ تو ہر صاحب بصیرت کو ہو چکا ہے کہ قومی اسمبلی کے الیکشن میں دھاندلیوں اور حکومت کی شرمناک بے ایمانی کے بعد اور پھر صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات کے بعد تو بلوچستان کے فیصلہ کا صوبائی اسمبلیوں کے حد تک تو تائید ہو گئی۔ اور بلوچستان کے غیور عوام نے ثابت کر دیا کہ ہماری سیاسی بصیرت کسی اور سے کم نہیں ہے۔ الیکشن سے بائیکاٹ کے بعد پاکستان قومی اتحاد کے رہنما آرام سے نہیں بیٹھے۔ بلکہ فورٹ سنڈیمن، مسلم باغ قلعہ سیف اللہ، سنجاوی، لورالائی، مستونگ قلات، سوراب، خضدار، نوشکی، ڈھاڈر، سبی، پشین، چمن اور خانوزئی میں عظیم الشان جلسہ ہائے عام منعقد کئے۔ پی این اے کے رہنماؤں میں محمد زمان خان اچکزئی، خدائے نور، عبدالمجید خان، حافظ حسین احمد، مہر عبدالرحمن کرد، حاجی غلام سرور، ارباب سکندر خان، فضل الٰہی قریشی مولانا غلام سرور، جمیل الدین شامل تھے۔ استنے کامیاب جلسے اور جلوسوں سے بازرئی کٹھ پتلی حکومت بُری طرح بوکھلا گئی۔ عوام ۹۰ فی صد پی این اے کے ساتھ تھے۔ اس مرحلے کے بعد جب دھاندلی کی تلوار چلی اور پی این اے کی جنرل کونسل نے عام ہڑتال کی اپیل کی تو بلوچستان کے غیور عوام نے مکمل ہڑتال کر کے اپنی تائید و حمایت کا یقین دلایا۔ پورے شہر کوئٹہ میں الیف، ایس ایف کی گاڑیاں تھیں یا پھر پی این اے کے رہنماؤں کی گاڑیاں تھیں جن میں محمد زمان خان اچکزئی، عبدالمجید خان، خدائے نور خان، حافظ حسین احمد، غلام سرور خان، غلام دستگیر خان، ارباب سکندر محمد انور درانی وغیرہ سوار تھے۔ اور لوگوں کو مکمل امن و امان برقرار رکھنے کی تلقین کر رہے تھے پی این اے کے رہنماؤں نے تنوروں، میڈیکل سٹورز اور ڈاکٹروں کو ہڑتال سے مستثنیٰ قرار دیا تھا۔ مگر انہوں نے بھی اپنی دکانیں بند کیں اور میں نے ان میں سے دو میڈیکل سٹوروں کے مالکان سے دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ آخر ہم اپنے جذبات کا اظہار کیوں نہ کریں، مگر اس عظیم ہڑتال کے باوجود بارزوئی صاحب نے عوام کا شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے جس طرح ہڑتال کو ناکام بنایا، آئندہ بھی اسی طرح کریں گے

ع شرم تم کو مگر نہیں آتی

کوئٹہ کے اخبارات "جنگ" اور "زمانہ" نے ایک ہی صفحہ پر سرکاری پریس نوٹ اور اپنے سٹاف رپورٹر کی خبر دونوں چھاپی تھیں۔ سرکاری پریس نوٹ میں کہا تھا کہ ہڑتال ناکام رہی اور ساتھ ہی دوسری خبر تھی کہ بلوچستان کی تاریخ میں ایسی ہڑتال نہیں ہوئی تھیں۔ اس مرحلے پر بلوچستان کے عوام نے اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کیا اور پھر پاکستان قومی اتحاد نے پیپلز پارٹی اور بھٹو صاحب کی دھاندلیوں

اور بے ایمانیوں کے خلاف پرامن تحریک شروع کرنے کا اعلان کیا، مگر ۱۴ مارچ کی رات کو خان محمد زمان خان اچکزئی، خدائے نور خان، فضل الٰہی قریشی، ارباب سکندر، انور درانی ایڈووکیٹ ملک غلام سرور، ملک محمد عثمان کانسی کو گرفتار کیا گیا اور حافظ حسین احمد کی گرفتاری کے لیے چھاپے مارے جا رہے تھے مگر بعد عصر پی این اے بلوچستان نے قندھاری جامع مسجد سے پرامن جلوس نکال کر دفعہ ۱۴۴ توڑنے کا پروگرام بنایا تھا، لیکن علی الصبح نہ جانے کیوں محمد زمان خان اچکزئی کو رہا کر دیا۔ بعد از عصر قندھاری جامع مسجد سے پی این اے کے رہنما محمد زمان خان اچکزئی حافظ حسین احمد، ملک غلام دستگیر کاکڑ، فضل محمد نصیب اللہ اور حامد اکبر ہاتھوں میں بینر لیے گلے میں کلام مجید ڈالے شارع اقبال پر نکل پڑے اور اپنی تحریک کا آغاز کر دیا۔ کچھ فاصلہ چلنے کے بعد پولیس نے ان کو گرفتار کر لیا۔ اور اس طرح یہ تحریک بھی اسی دن سے دن بدن زور پکڑتی جا رہی ہے۔ پی این اے کے تمام صوبائی رہنما ڈسٹرکٹ جیل کوئٹہ میں ہیں اور ان کو وہاں سی کلاس دی گئی ہے۔ حکومت سمجھ رہی تھی کہ صوبائی رہنماؤں کو گرفتار کر کے اس تحریک کو کچل دیا جائے گا۔ مگر صوبائی رہنماؤں کی گرفتاری سے تحریک اور تیز ہو گئی ہے۔ بلوچستان کی ایک شخصیت اور خان عبدالصمد کے فرزند محمود خان اچکزئی بھی خیر سے بھٹو صاحب سے ناامید ہو گئے ہیں۔ جب پی این اے نے بلوچستان میں انتخابات کے بائیکاٹ کا اعلان کیا تو محمود خان کی پارٹی پشتونخواہ نیپ نے اپنے کنڈیڈیٹ کھڑے کیے۔ وہ اس خوش فہمی میں تھے کہ بھٹو صاحب کم از کم ہمارے ساتھ دھاندلی نہیں کریں گے۔ ویسے بھی پانچ سال تک صوبائی اسمبلی میں پشتون خواہ نیپ بلوچستان میں مسلم لیگ قیوم گروپ کا کردار ادا کرتا رہا ہے امید تھی کہ پانچ سالہ رفاقت کا تو بھٹو صاحب کچھ خیال فرمائیں گے، مگر کاغذات نامزدگی داخل کرنے کے بعد انہوں نے ہوا کا رخ دیکھا اور بلوچستان نوکر شاہی نے علی الاعلان اپنے نمبر بڑھانے کے لیے پی پی پی کے لیے راہ ہموار کر دی تو محمود خان نے اسی وقت پریس کانفرنس میں یہ کہہ دیا کہ اگر قومی اسمبلی کے انتخابات میں دھاندلی کی گئی تو ہم صوبائی اسمبلی کے انتخابات کا بائیکاٹ کریں گے۔ دوسرے دن صادق شہید پارک میں پی این اے کے زیر اہتمام جلسۂ عام تھا۔ جس میں حافظ حسین احمد نے محمود خان صاحب کو کہا کہ اب بھی وقت ہے آپ انتخابات کا بائیکاٹ کریں۔ قومی اسمبلی کے نتائج میں پیپلز پارٹی من مانی کرے گی۔ خصوصاً آپ جس نشست سے انتخاب لڑ رہے ہیں اس کو تو لامحالہ پیپلز پارٹی جیتے گی۔ کیونکہ اس پر اٹارنی جنرل پاکستان یحییٰ بختیار انتخاب لڑ رہے ہیں۔ ان کو تو ہر حال میں کامیاب کرانا تھا۔ مگر محمود خان صاحب شاید سوچتے رہے کہ اتنی تو بے ایمانی بھٹو صاحب نہیں کریں گے۔ مگر جب بنے بنائے نتائج کا اعلان کیا گیا تو محمود خان صاحب جنہوں نے ۲۵۰۰۰ سے زاید ووٹ حاصل کیے تھے اٹارنی جنرل صاحب سے ہار گئے جنہوں نے ۸۴۳۳ ووٹ لے کر محمود خان صاحب کو شکست فاش دی تھی۔ اس کے بعد محمود خان اچکزئی نے صوبائی اسمبلی کے انتخاب کا بائیکاٹ کر دیا۔ اور پی این اے کو تعاون کی پیش کش کی۔ اب وہ کوئٹہ شہر میں احتجاجی مظاہرے کر رہے ہیں۔

محمود خان کی شکست اور اٹارنی جنرل یحییٰ بختیار کی عظیم الشان فتح سے بلوچستان کے عوام سمجھ گئے کہ جب یہاں یہ حال ہے تو پنجاب میں کیا کچھ نہیں کیا گیا ہوگا۔ ویسے بقول ایک سرکاری رہنما کے کہ یحییٰ بختیار کو ضلع پشین کی سیٹ پر بھٹو صاحب نے جتوا کر اس کی حیثیت ختم کر دی۔ جب ایک اٹارنی جنرل کا یہ حال ہو تو دوسروں کا تو خدا حافظ ہوگا۔ واقعی دھاندلی اور بے ایمانی کی انتہا کر دی گئی ہے۔ اس کے ساتھ ہی پیپلز پارٹی بلوچستان کے اختلافات (جن کا تذکرہ بارہا ان کالموں میں کیا گیا ہے) آخر رنگ لائے گا اور میاں سیف اللہ خان پراچہ (جو کہ ۱۹۷۰ء کے انتخابات میں آزاد امیدوار کی حیثیت سے کامیاب ہوئے تھے اور پھر پی پی پی میں شامل ہو گئے تھے) کو آخر کار قربانی کا بکرا بننا پڑا اور وہ ہار گئے۔

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ سیف اللہ پراچہ کے مقابلے میں طالب حسین جو ہزارہ قوم سے تعلق رکھتے ہیں آزاد امیدوار کی حیثیت سے انتخاب لڑ رہے تھے اور ایک معاہدے کے تحت پشتونخواہ نیپ طالب حسین کی حمایت کر رہی تھی۔ جب پشتون خواہ نے صوبائی اسمبلی کے انتخاب کا بائیکاٹ کیا تو طالب حسین کے قدم بھی ڈگمگانے لگے تو وزیر اعلیٰ بلوچستان محمد خان باروزئی نے طالب حسین کے ہاں جا کر اسے منت سماجت کی کہ اس سے قبل ہم آپ کو انتخاب سے دستبرداری کے لیے منت سماجت کرتے تھے اور آج آپ کو اس لیے منت سماجت کرتے ہیں کہ آپ بائیکاٹ نہ کریں۔ ہم آپ کو کامیاب کریں گے۔ اور اس طرح سیف اللہ پراچہ کو قربانی کا بکرا بنا کر اپنا انتقام بھی لیا اور دوسری اہم بات یہ تھی کہ بلوچ، بروہی، پٹھان تو بھٹو حکومت کے خلاف سینہ سپر تھے۔ صرف ہزارہ قوم کو تابع بنانے کے لیے یہ سیاسی چال چلائی گئی مگر اب وہ جو بھی چال چلیں انشاء اللہ انہیں بستر گول کرنا پڑے گا۔

ڈسٹرکٹ جیل کوئٹہ میں مندرجہ ذیل چیدہ چیدہ افراد زیر حراست ہیں۔ ویسے زیر حراست افراد کی تعداد سینکڑوں تک پہنچ چکی ہے

محمد زمان خان اچکزئی، خدائے نور، حافظ حسین احمد، فضل الٰہی، مولوی دو محمد، حاجی محمد جان، انور درانی ایڈووکیٹ، مولانا نیاز محمد ملک محمد اشرف، ارباب سکندر خان۔ رحیم بخش پراچہ، مولوی خیر محمد، حاجی سیف اللہ حاجی عبدالرحیم، حاجی شاہ محمد، مولوی عبدالقدوس حافظ نور محمد، مولوی امداد اللہ وغیرہ۔

- ضلع پشین میں چھ ماہ قید ایک ہزار روپے جرمانہ
- ضلع کوئٹہ میں صرف ۱۰ روپے جرمانہ
- جرم ایک، سزائیں مختلف
- اندھیر نگری، چوپٹ راجہ

پاکستان بھر میں مسٹر بھٹو اور پیپلز پارٹی کی مبینہ دھاندلیوں کے خلاف عوام نے جو صدائے احتجاج بلند کی۔ بلوچستان کے عوام نے بھی اپنے بھائیوں کا ساتھ دیا۔ اگرچہ یہاں پہلے ہی سے عام انتخابات کے التوا کا مطالبہ کیا جا چکا تھا اور جب بلوچستان میں انتخابات ملتوی نہیں کیے گیے تو پاکستان قومی اتحاد نے انتخابات میں حصہ نہ لینے کا فیصلہ کر لیا اور اس کے باوجود یہاں کے عوام نے پاکستان قومی اتحاد کے حکم پر لبیک کہا اور دونوں بار مکمل ہڑتال کر کے بلوچستان کی تاریخ میں ایک مثال قائم کی اس کے ساتھ ساتھ دفعہ ۱۴۴ کی دھجیاں بکھیر دی گئیں۔ سب سے پہلے مستونگ کے عوام نے جمعہ کی ہڑتال کے ساتھ ساتھ ایک عظیم الشان جلوس نکالا جو تمام بازاروں سے گذرتا ہوا پر امن طور پر منتشر ہوا جب پر انتظامیہ نے پاکستان قومی اتحاد کے رہنما، جمعیۃ علماء اسلام قلات کے صدر مولانا عبدالرحمن سمیت کئی رہنماؤں کو گرفتار کر لیا تو عوام کا سیل رواں جو کہ تقریباً چار ہزار افراد پر مشتمل تھا نے مستونگ کے تھانے کا گھیراؤ کر لیا اور مطالبہ کیا کہ ہمیں بھی گرفتار کرو۔ بالآخر انتظامیہ کو مجبوراً جھکنا پڑا اور ان رہنماؤں کو رہا کر دیا۔ دوسرے دن پھر مجاہدین میدان میں تھے وہی جوش و خروش، وہی مجمع [illegible] سے زاید انتظامیہ نے پھر گرفتاری کی مگر عوام کے سیل رواں کے سامنے نہ ٹھہر سکا اور پھر رہنما رہا ہو گئے۔ دوسرے دن ڈپٹی کمشنر نے ان رہنماؤں کو بلایا تو سب سے

پہلے ڈی سی صاحب نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ تو مولانا عبدالرحمن صاحب نے کہا کہ بہت ہی افسوس کی بات ہے کہ آپ ضلع کے ڈپٹی کمشنر ہیں اور آپکو پتہ نہیں کہ ہم کون ہیں۔

دوسرا سوال یہ ہوا کہ آپ کیا چاہتے ہیں؟ انکو بھی ترکی بہ ترکی جواب ملا۔ تو ڈپٹی کمشنر نرم پڑ گئے اور نہایت عاجزی سے کہا کہ آپ بالکل جلوس نکالیں اور جلسہ عام کریں، مگر قومی چھاؤنی (جو کہ اب نئی بنائی گئی ہے) کے قریب نہ جائیں۔ وہ دن اور آج کا دن ہر دن عظیم الشان جلوس نکلتا ہے اور سر بازار تقریریں ہوتی ہیں۔ انتظامیہ قطعی طور پر بے بس ہے۔ اسی طرح خضدار اور قلات میں انتظامیہ نے گھٹنے ٹیک دیئے۔ سبی کے مجاہدین نے تو پہلے ہڑتال کے دن ہی عظیم الشان جلوس نکال کر اپنا لوہا منوا لیا۔ رہی بات صوبائی دارالحکومت کی تو یہاں کئی دنوں تک رہنما گرفتاریاں پیش کرتے رہے۔ آخر کار عوام کا جوش و خروش بڑھتا رہا۔ جمعہ کے دن مولانا عبدالواحد صاحب قائمقام صدر پاکستان قومی اتحاد بلوچستان امیر جمعیۃ علماء اسلام بلوچستان کی قیادت میں ایک عظیم الشان جلوس نکالا گیا۔ عوام کا سیلاب تھا [illegible] منظم اور پرامن لبوں پر نعرے، ہاتھوں میں [illegible] تھے۔ آخر کار حضرت مولانا عبدالواحد صاحب [illegible] عبدالمجید خان کو گرفتار کر لیا گیا اور ساتھ ہی [illegible] رہنما بھی گرفتار ہو گئے۔ عوام کے سیل رواں نے اپنے رہنماؤں کو گرفتار ہوتے دیکھا تو وہ سٹی تھانہ

کے سامنے جاکر دھرنا مار کر بیٹھ گئے۔ جمعیۃ علما اسلام بلوچستان کے سرپرست حضرت مولانا عبدالغفور صاحب نے کہا کہ مجھے بھی گرفتار کر لو اور اس عظیم سعادت سے میں محروم نہیں ہونا چاہتا۔ اس کے ساتھ پورا مجمع گرفتاری کے لیے تیار ہوا۔ ایس پی فیض محمد بلڑی نے آکر منت سماجت کی۔ وہاں ڈی سی وغیرہ مولانا عبدالواحد اور عبدالمجید خان کی پُر تکلف چائے سے تواضع کر کے ان کو گھر پہونچا دیا اور اس کے قلات مستونگ وغیرہ کی طرح یہاں بھی گرفتاری کا سلسلہ انتظامیہ نے بند کر لیا اور یہاں ہر دن ایک پر ہجوم جلوس نکلتا ہے۔ مقررین عوام کی پُر امن تحریک میں جوش و خروش سے حصّہ لینے پر ان کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ دریں اثنا ضلع کوئٹہ کے ڈی سی نے مولانا عبدالواحد سے دوران ملاقات یہ کہا ہے کہ آپ صرف یہ کہ دیں کہ ان گرفتار شدگان کو رہا کر دو تو میں ان کو رہا کر دوں گا۔ مولانا عبدالواحد صاحب نے کہا کہ یہ بات تو میں قطعاً نہیں کہوں گا جب ہم دفعہ ۱۴۴ کو توڑ کر احتجاج کر رہے ہیں۔ تو آپ کو اس بات کا کہ میں آپ سے کہہ دوں سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

آخر کار ۷۷/۴/۳ کو سٹی مجسٹریٹ رشید جان نے گرفتار شدہ افراد میں سے ۲۳ کو جیل کے گیٹ میں بلوا کر سزا سنائی۔ سٹی مجسٹریٹ نے ان سے پوچھا کہ کیا آپ جلوس سے کچھ دور تھے یا اکیلے تھے۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے نظامِ مصطفی کے نفاذ کے لیے ۱۴۴ کو توڑا ہے اور آیندہ بھی توڑیں گے۔ ان سے دستخط لے کر ۱۰ روپے فی کس جرمانہ کیا گیا اور ان کو رہا کیا گیا۔ اس طرح انتظامیہ نے اپنے ناکام ہونے کا اعتراف کر لیا کہ عوام کے سیل رواں کے سامنے وہ نہیں ٹھہر سکتی۔ ایک طرف کوئٹہ میں تو یہ جرمانہ اور دوسری طرف ضلع پشین [illegible] میں سزا سنائی [illegible] روپے جرمانہ۔ اگرچہ [illegible] سزا اور جرمانہ نہیں ہوا۔ مگر شاید انہوں نے چند دفعات ساتھ ملائی ہوں تاکہ عوام میں خوف و ہراس پھیل جائے۔ لیکن

: مولانا سعید احمد باب العلوم کہروڑ پکا :

نجرانی عیسائیوں

کیساتھ اسلامی حکومتوں کا حسن سلوک

شمالی یمن اور مکہ معظمہ کے مشرق میں سات منزل کے فاصلہ پر نجران ایک وسیع ضلع کا نام ہے، جس کی لمبائی تیز سوار کی ایک دن کی مسافت کے برابر تھی اور تہتر ۷۳ بستیوں اور ایک لاکھ بیس ہزار فوج پر مشتمل تھا[۱]۔ یہاں کئی صدیوں سے عیسائی آباد تھے انہوں نے اپنی مذہبی اور اقتصادی زندگی اچھی طرح منظم کر لی تھی، وہ زراعت اور مختلف قسم کی صنعتوں سے واقف تھے۔ جیسے پارچہ بافی اور ہتھیار سازی[۲]، یہاں پر عیسائیوں کا ایک عظیم الشان کلیسا بھی تھا جس کو وہ کعبہ کہتے تھے اور حرم کعبہ کا جواب سمجھتے تھے اس میں بڑے بڑے مذہبی پیشوا رہتے تھے۔ جن کا لقب سید اور عاقب تھا۔ عیسائیوں کا کوئی مرکز اسکا ہمسر نہ تھا یہ کعبہ تین سو کھالوں سے گنبد کی شکل میں بنایا گیا تھا، جو شخص اس کی حدود میں آجاتا تھا وہ مامون ہو جاتا تھا، اس کعبہ کے اوقاف کی آمدنی دو لاکھ سالانہ تھی[۳]۔

اہل نجران کو دعوت اسلام

۹ یا ۱۰ھ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دعوت اسلام کا خط لکھا، جس کو مفسر ابن کثیرؒ نے نقل کیا ہے،

ابراہیم، اسحٰق، یعقوب کے معبود کے نام کیساتھ محمد النبی رسول اللہ کی طرف سے اسقف نجران اور اہل نجران کے نام، اسلام قبول کر لو میں تمہارے سامنے اس معبود کی تعریف کرتا ہوں جو ابراہیم، اسحٰق اور یعقوب کا معبود ہے۔

اما بعد! میں تمہیں یقین محکم کے ساتھ بندوں کی بندگی کے بجائے خدا کی بندگی کی دعوت دیتا ہوں اور بندوں کی حکومت کے بجائے حکومت الٰہیہ کی طرف بلاتا ہوں، اگر تم نے اس کا انکار کیا تو جزیہ دینا ہوگا اور اگر تم نے جزیہ دینے سے بھی انکار کر دیا تو میری طرف سے تمہیں اعلان جنگ ہے،

(والسلام[۴])

وفد نجران کی آمد

خط ملنے کے بعد نجران کے ساٹھ عیسائیوں کا ایک موقر و معزز وفد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خدمت میں حاضر ہوا، اس میں تین شخص عبدالمسیح عاقب بحیثیت امارت و سیادت کے، ایہم السیدؔ بلحاظ رائے و تدبیر کے، اور ابو حارثہ علقمہ باعتبار سب سے مذہبی عالم اور لاٹ پادری ہونے کے، عالم شہرت اور امتیاز رکھتے تھے، یہ تیسرا شخص اصل میں عرب کے مشہور قبیلہ بنی بکر بن وائل، سے تعلق رکھتا تھا پھر پکا نصرانی ہو گیا، سلاطین روم نے اس کی مذہبی صلاحیت اور مجد و شرف کو دیکھتے ہوئے بڑی تعظیم و تکریم کی، علاوہ بیش قدر مالی امداد کے اس کے لئے گرجے تعمیر کرائے اور امور مذہبی کے اعلیٰ منصب پر مامور کیا[۵]۔ جس وقت یہ وفد نجران سے بقصد مدینہ روانہ ہوا تو ان کا بڑا پادری ابو حارثہ بن علقمہ خچر پر سوار تھا۔ خچر نے ٹھوکر کھائی تو اس کے بھائی کرز بن علقمہ کی زبان سے نکلا تَعِسَ الْاَبْعَدُ دور والا (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم، معاذ اللہ) منحوس ہے، ابو حارثہ نے کہا تَعِسَتْ اُمُّکَ تیری ماں منحوس ہے، کرز نے حیران ہو کر اس کلمہ کا سبب پوچھا ابو حارثہ نے کہا واللہ! ہم خوب جانتے ہیں کہ یہ وہی نبی منتظر ہیں۔ جن کی بشارت ہماری کتابوں میں دی گئی تھی، کرز نے کہا پھر مانتے کیوں نہیں؟ وہ بولا اگر ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئے تو یہ بادشاہ جو بے شمار دولت ہم کو دے رہے ہیں اور اعزاز و اکرام کر رہے ہیں سب واپس کر لیں گے۔ کرز نے اس کلمہ کو اپنے دل میں رکھا اور آخر یہی کلمہ انکے اسلام لانے کا سبب ہوا۔ ذیل کی آیات (آل عمران کے دوسرے اور تیسرے رکوع) میں ابو حارثہ کی اسی بات کا جواب دے دیا گیا ہے[۲]۔ وفد مدینہ منورہ پہنچا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مسجد میں اتارا تھوڑی دیر کے بعد نماز عصر کا وقت آیا تو ان لوگوں نے نماز پڑھنی چاہی، صحابہ کرامؓ نے روکا۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کو چھوڑ دو اور نماز پڑھنے دو، چنانچہ ان لوگوں نے مشرق کی طرف منہ کر کے نماز ادا کی[۳]۔

حضور علیہ السلام اور وفد نجران کے مذاکرات

اب متنازع فیہ مسائل پر گفتگو شروع ہوئی۔

---

۱ ابن کثیر ص ۳۷ ج ۱، ۲ حضرت عثمان کے سرکاری خطوط ص ۱۲۱، ۳ سیرت النبی ج ۲

۴ تفسیر ابن کثیر ص ۳۶۹ ج ۱، ۵ فوائد عثمانی ص ۶۳،

۱ فوائد عثمانی ص ۶۳، ۲ تفسیر ابن کثیر ص ۳۶۸ ج ۱

اس گفتگو نے رفتہ رفتہ مناظرہ کی شکل اختیار کر لی اور سب سے اہم مسئلہ جس پر مناظرہ ہوا وہ الوہیت مسیح کا مسئلہ تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف طریقوں سے اور مختلف دلائل سے اس کو باطل کیا کہ

۱۔ صفات خداوندی کو بیان کیا کہ معبود وہ ہو سکتا ہے۔ جس میں یہ یہ صفات ہوں اور جب عیسیٰ علیہ السلام میں یہ صفتیں نہیں پائی جاتیں تو وہ معبود کیسے ہو سکتے ہیں؟

۲۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کو بیان کیا کہ جو بچہ رحم مادر کے تاریکیوں میں رہ چکا ہو اس کی ماں نے ولادت کی تکلیفیں اور صعوبتیں جھیلی ہوں اور بچہ بچپن کی تمام آزمائشوں سے گذر کر جوان ہوا ہو تو وہ ماں بیٹا کیسے خدا ہو سکتے ہیں؟

۳۔ جو اپنے حواریوں سے مدد طلب کرے، یہودی اس کو قتل کرنے کی سازش کریں تو وہ اپنے آپ کو بچا نہ سکے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ اس کو اپنی عمدہ تدبیر کے ذریعہ بچائے، وہ کیوں کر خدائی صفات کا حامل ہو سکتا ہے؟

۴۔ کسی پیغمبر کے شایان شان نہیں کہ وہ شرک کا حکم دے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی اللہ کے سچے پیغمبر ہیں۔ تم بھی ان کے نبوت و رسالت کے قائل ہو، انہوں نے تو شرک کا حکم دیا نہیں تم کیوں شرک کرتے ہو؟

۵۔ تم عیسیٰ علیہ السلام کی عظمت کے ساتھ ان کی محبت کا دعویٰ بھی رکھتے ہو تو ایسا طریقہ کیوں اختیار کرتے ہو یعنی خود ان کے لئے اور ان کی والدہ کے لئے الوہیت اور الوہی صفات کا عقیدہ رکھ کر ان کی پرستش کرنا کہ جس کی بنا پر قیامت کے روز ان سے جواب طلبی ہو اور ان کو جواب دہ ہونا پڑے حالانکہ اس دن وہ تمہارے اس مکروہ فعل سے لاتعلقی کا اعلان کر دیں گے۔

۶۔ تم ملت ابراہیمی کے مدعی ہو اور ملت ابراہیمی تو شرک کی بیخ کنی کر کے توحید کے راستہ پر گامزن کرتی ہے۔ مگر تم اس دعویٰ کے باوجود شرک پر مصر ہو!

۷۔ اس کے ساتھ ہی حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے عیسائیوں کی طرف سے تمام پیش کردہ شبہات کا مکمل جواب بھی دیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور وفد نجران کے درمیان جو گفتگو ہوتی اس کو سورۃ آل عمران کی اسی سے زائد ابتدائی آیات میں بیان کیا گیا ہے[1]

دعوت مباہلہ

جب عقلی دلائل کے تمام مرحلے طے ہو چکے وہ لاجواب ہو گئے۔ مگر لاجواب ہونے کے باوجود ہٹ دھرمی اور ضد کی وجہ سے اپنی بات پر اڑے رہے، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مباہلہ کرنے کا چیلنج دیا کہ آؤ ہم دونوں فریق اپنے بیٹوں اور عورتوں کو بلالیں اور خود بھی موجود ہوں پھر سب مل کر الحاح وزاری کے ساتھ یہ بد دعا کریں کہ ہم میں سے جو جھوٹے ہوں ان پر خدا کی لعنت اور عذاب ہو[1]

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے دعوت مباہلہ کے بعد انہوں نے مہلت لی کہ ہم باہمی مشورہ کر کے جواب دیں گے۔ مجلس مشاورت میں انہوں نے اپنے عقلمند و ہوشمند عاقب سے پوچھا عبد المسیح! آپ کی کیا رائے ہے؟ اس نے کہا اے گروہ نصاریٰ تم بخوبی جانتے ہو کہ محمد اللہ کے نبی اور رسول ہیں۔ انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق جو باتیں کہی ہیں وہ فیصلہ کن ہیں، بخدا جب بھی کسی قوم نے کسی نبی کے ساتھ مباہلہ کیا تو نہ ان کا کوئی بڑا زندہ رہا نہ چھوٹا، اگر تم بھی مباہلہ کرو گے تو ہلاک ہو جاؤ گے (لہذا مباہلہ نہ کرو دوسری صورت یہ کہ اسلام قبول کر لو لیکن) تم ہر چیز کو چھوڑ سکتے ہو مگر اپنے دین کی الفت اور اس پر استقامت کو نہیں چھوڑ سکتے۔ اس لئے ایسا کرو کہ اس آدمی (حضور علیہ الصلوۃ والسلام) سے رخصت لو اور اپنے اپنے شہروں کی طرف لوٹ چلو، چنانچہ یہ اگلے روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپ امام حسنؓ، امام حسینؓ فاطمہؓ اور حضرت علیؓ کو ساتھ لئے علی الصبح تشریف لائے اور فرمایا کہ میں دعا کرتا ہوں اور تم آمین کہو، یہ منظر دیکھ کر نجران کا لاٹ پادری بولا اے گروہ نصاریٰ! یہ چہرے تو مجھے ایسے معلوم ہوتے ہیں کہ اگر چہ یہ چاہیں تو اللہ تعالیٰ پہاڑوں کو ان کی جگہ سے سرکا دے، اس لئے مباہلہ نہ کرو ورنہ ہلاک ہو کر اس طرح نیست و نابود ہو جاؤ گے کہ تا قیامت روئے زمین پر کوئی نصرانی باقی نہیں رہے گا۔

چنانچہ اس وفد نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا اے ابو القاسم! ہمارا خیال یہ ہے کہ ہم اپنے دین پر قائم رہیں اور آپ اپنے دین پر، آپ نے فرمایا جب تم مباہلہ کرنے سے انکار کر رہے ہو تو اسلام قبول کر لو، تمہیں وہی حقوق حاصل ہوں گے جو مسلمانوں کو حاصل ہیں اور تمہارے ذمہ وہی حقوق ہوں گے جو ان کے ذمہ ہیں، انہوں نے اس پیشکش کو مسترد کر دیا۔ جنگ کی بات ہوئی تو وہ کہنے لگے کہ عربوں کے ساتھ جنگ کرنے کی ہمارے اندر ہمت نہیں ہے، ہاں ہم آپ سے اس شرط پر صلح کرتے ہیں کہ "آپ ہمارے اوپر فوج کشی نہ کریں گے۔ نہ ہمیں ڈرائیں دھمکائیں گے، اور نہ ہمارے دین کے معاملہ میں کوئی رکاوٹ کریں گے اور ہم آپ کو ہر سال دو ہزار حلے دیا کریں گے ایک ہزار ماہ صفر میں اور ایک ہزار ماہ رجب میں، آپ نے اس صلح کو قبول کر لیا۔ اور آپ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، ہلاکت ان کے سروں پر منڈلا رہی تھی اگر وہ مباہلہ کر لیتے تو ان کی شکلیں مسخ ہو جاتیں، ان کی وادی ان پر آگ برساتی اور نجران اور اہل نجران بلکہ انکے درختوں پر موجود پرندوں کی بھی جڑ ختم ہو جاتی اور ایک سال کے اندر اندر پوری نصرانی قوم تباہ و برباد ہو جاتی[1]

نجرانی عیسائیوں کیساتھ معاہدہ

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور نجرانی

۱؎ آل عمران — ۶

۱؎ تفسیر کشاف ص ۳۲۶ ج ۱

عیسائیوں کے درمیان جو معاہدہ طے پایا۔ یہ بقول امام زہریؒ کسی غیر مسلم قوم کے جزیہ دے کر مسلم حکومت کی رعایا بننے کا سب سے پہلا واقعہ ہے[2]۔ اس کی تفصیلی رپورٹ جو مورخین نے دی ہے وہ اس طرح ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

۱۔ یہ وہ معاہدہ ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل نجران کے لئے تحریر کیا۔

۲۔ کیونکہ وہ اس کی حکومت کے ماتحتی قبول کر چکے ہیں۔

۳۔ معاہدہ کی رو سے ان کی تمام مملوکہ اشیاء سیاہ و سفید، سرخ و زرد، پھل اور غلام جو فیصلہ کے وقت ان کی ملکیت میں ہیں، ان کے لئے محفوظ کی جاتی ہیں۔

۴۔ اس شرط پر کہ وہ سالانہ دو ہزار حلے (یمنی چادروں کے دو جوڑے) ایک ہزار ماہ صفر میں ایک ہزار ماہ رجب میں ادا کرتے رہیں گے۔

۵۔ ہر حلہ کی قیمت ایک کامل اوقیہ (تقریباً بیس روپے) ہو گی۔

۶۔ حلوں کی کمی بیشی کا حساب اوقیوں سے ہو گا۔ (یعنی دو ہزار اوقیہ کی قیمت کے حلے ہوں خواہ کم یا زیادہ)

۷۔ جو اونٹ گھوڑے یا زرہیں وہ دیں گے وہ بھی اسی حساب سے لی جائیں گی۔

۸۔ اہل نجران کی ذمہ داری ہو گی کہ میرے فرستادہ ٹیکس وصول کنندہ لوگوں کی بیس دن کی مدت کے اندر اندر تک مہمانی کریں گے

۹۔ یمن میں کوئی سازش یا بغاوت رونما ہو تو وہ تیس گھوڑے، تیس اونٹ، تیس زرہیں عاریۃً دیں گے۔

۱۰۔ میرے فرستادگان کو یہ لوگ جو اشیاء عاریۃً دیں گے وہ تا ادائیگی ان چیزوں کے ضامن ہوں گے[1]

۱۱۔ نجران کے غیر مسلم باشندوں اور ان کے گرد و نواح کے لوگوں کے لئے اللہ و رسول کا ذمہ اور امان ہے۔

۱۲۔ یہ ذمہ و پناہ ان کی جان، مذہب، زمین مال اور عبادت گاہوں کے لئے ہے۔

۱۳۔ ان کے حاضر و غائب کے لئے، ان کے کارواں اور قاصد کے لئے بھی پناہ ہے،

۱۴۔ ان تمام مذہبی شعار چیزوں میں جن پر وہ اس وقت قائم ہیں کوئی تبدیلی نہیں کی جائے گی۔

۱۵۔ ان کے حقوق و مذہبی شعار اسی طرح باقی رہیں گے۔ ان میں کوئی تغیر و تبدل نہ ہو گا۔

۱۶۔ ان کے سارے مذہبی عہدے باقی رہیں گے۔

۱۷۔ ان کے کسی اسقف (لاٹ پادری) کو اس کے عہدے سے برطرف نہیں کیا جائے گا۔

۱۸۔ ان کے کسی راہب کو رہبانیت سے الگ نہ کیا جائے گا۔

۱۹۔ نہ کسی خادم کلیسا کو اس خدمت سے محروم کیا جائے گا۔

۲۰۔ ان مذہبی پیشواؤں کے قبضہ میں جو تھوڑا بہت ہو گا وہ محفوظ رہے گا۔

۲۱۔ ان پر جاہلیت کے زمانہ کے کسی خون یا عہد کی ذمہ داری نہیں ہے۔

۲۲۔ ان کو فوجی خدمت پر مجبور نہیں کیا جائے گا۔

۲۳۔ ان سے عشر نہیں لیا جائے گا۔

۲۴۔ ان کی زمین کو کوئی لشکر پامال نہ کریگا

۲۵۔ نہ جزیہ لینے کے لئے ان کو جمع کیا جائے گا۔ بلکہ محصل خود جا کر وصول کرے گا۔

۲۶۔ کسی حق کے مطالبہ کی صورت میں انکے ساتھ ایسا انصاف ہو گا کہ نجران میں یہ لوگ نہ ظالم ہوں گے نہ مظلوم

۲۷۔ جو ان میں سود کھائے گا وہ میری ذمہ داری و امان سے خارج ہو جائے گا۔

۲۸۔ ان میں سے کوئی آدمی کسی دوسرے کے ظلم کی وجہ سے نہ پکڑا جائے گا۔

۲۹۔ ان کے لئے اس امان نامہ میں جو کچھ ہے اس پر اللہ تعالیٰ کی پناہ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذمہ ہے اس وقت تک کے لئے کہ اللہ کا حکم آ جائے۔

۳۰۔ سب خیر خواہی برتیں اور ان حقوق کو ادا کرتے رہیں۔ جن کا عہد کیا گیا ہے۔

۳۱۔ ان پر کوئی ذرا برابر ظلم و زیادتی نہ ہو گی۔

گواہشد

۱۔ ابو سفیان بن حرب

۲۔ غیلان بن عمرو

۳۔ مالک بن عوف

۴۔ اقرع بن حابس حنظلی، مغیرہ[1]

معاہدہ پر ایک نظر

کسی قوم کے بنیادی حقوق چار چیزوں سے متعلق ہوتے ہیں۔ مذہب، جان، مال، عزت، اس معاہدہ میں اہل نجران کی ان چاروں اشیاء کی حفاظت کی ضمانت موجود ہے۔ اسلام مسلمان حکمرانوں میں غیر مسلم رعایا کے بارے میں جس دیانت و امانت کو چاہتا ہے۔ اس اندازہ معاہدہ کی شق ۱۸ اور شق ۱۰ سے کیا جا سکتا ہے کہ ان کی جو چیز عاریۃً لیں اس کی واپسی کی ذمہ داری بھی لیں۔ نہ تو یہ اس چیز کو ضائع کر سکتے ہیں اور نہ واپسی کے وقت ان کو تکلیف دیں گے۔ بلکہ ان کے ہاں پہنچانے کا خود بندوبست کرنا ہو گا۔ پھر ان کے علاقہ میں جا کر زبردستی ان سے مہمانی نہیں کھا سکتے اور یہ کہ معاہدہ میں مہمانی کا معاملہ طے ہو چکا ہو پھر معاہدہ ہونے کے باوجود مقررہ دنوں میں ان سے کھانا کھا سکیں گے۔ اس کے بعد اپنا انتظام کرنا ہو گا اور ان سے ان کی رضامندی کے بغیر ایک لقمہ کھانا بھی حرام ہو گا۔

چونکہ اس قوم نے اپنے مذہب کے چھوڑنے سے انکار کیا تھا۔ اس لئے معاہدہ میں ان کے

---

[2] تفسیر ابن کثیر صفحہ ۳۷۰ ج ۱، کتاب الاموال (اردو) لابی عبیدہ صفحہ ۳۴۷،

[1] فتوح البلدان صفحہ ۷۳ وکتاب الخراج لابی یوسف بحوالہ اسلام کا نظام امن،

مذہب و مذہبی شعار چیزوں کے تحفظ کو دوبارہ دہرایا گیا ہے۔ ان کو عدل و انصاف مہیا کرنے اور ظلم و ستم نہ کرنے کا بھی متعدد بار یقین دلایا گیا ہے۔ ان کی عزت نفس کا اتنا احترام ملحوظ رکھا گیا ہے کہ جزیہ ادا کرنے کے لئے خود ان کو نہیں آنا پڑے گا۔ بلکہ تحصیل دار خود ان سے جا کر وصول کرے گا اور جزیہ کی وصولی کے بارے میں اتنی نرمی برتی گئی ہے کہ اصل طے شدہ جزیہ تو دو ہزار اوقیہ (چالیس ہزار روپے) سالانہ تھا۔ مگر از راہ سہولت یہ اختیار دیا گیا ہے کہ چاہیں تو اتنی قیمت کے دو ہزار حلے یا اونٹ گھوڑے زرہ میں سے جو میسر ہو سکتے ہیں تاکہ نقدی کے نہ ہونے یا کم ہو جانے کی صورت میں جزیہ کی ادائیگی میں ان کو پریشانی کا مقابلہ نہ کرنا پڑے اور جو جزیہ کی مقدار مقرر کی گئی ہے۔ ان کی آبادی اور آمدنی کے مقابلہ میں کوئی زیادہ نہیں کیونکہ نجران کا علاقہ ۷۳ گاؤں پر مشتمل تھا تو اس لحاظ سے ایک گاؤں پر ایک ہزار روپے سالانہ سے بھی کم ٹیکس پڑتا ہے۔ پھر ان سب مراعات و حقوق کی تحریری دستاویز تیار کرنے کے باوجود ان کے مزید اطمنان و اعتماد کے لئے سب سے زیادہ جو وثوق و اعتماد کی چیز ہے۔ یعنی "اللہ و رسول کی ذمہ داری" کی ضمانت دے کر اس پر صحابہ کرامؓ کے دستخط ثبت کرائے جاتے ہیں۔

یہ معاہدہ ایک ایسی قوم سے ہوا ہے، جس کی عادت یہ ہے کہ جب ان کو فیصلہ کے لئے اللہ کی کتاب کی طرف بلایا جاتا ہے تو ان کا ایک گروہ پیٹھ پھیر کر اس وجہ سے اعراض کر جاتا ہے کہ ان کا زعم یہ ہے کہ ان کو جہنم کی آگ چند گنے چنے دنوں سے زیادہ نہ پہنچے گی[۱]۔

حق و باطل میں التباس و اشتباہ پیدا کرنا اور جانتے بوجھتے ہوئے کتمان حق جنکا شیوہ ہے[۲]، اللہ کے ساتھ کئے ہوئے عہد و پیمان کو اور اپنی قسموں کو معمولی معمولی چیزوں کے عوض بیچ ڈالنا جن کا وتیرہ ہے[۳] اور اپنی مذہبی کتاب انجیل کو تلاوت کرتے وقت اپنی چرب لسانی کے ذریعہ غیر کتاب کو انجیل کے ساتھ ملا کر پڑھتے ہیں تاکہ سننے والا یہ گمان کر بیٹھے کہ شاید یہ بھی اس کتاب کا ہی ایک حصہ ہے حالانکہ اس کا انجیل سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ پھر دیدہ دلیری دیکھئے کہ اللہ پر افترا کر کے دعوی کر دیتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے۔ حالانکہ وہ اللہ کی طرف سے نہیں ہوتا[۴] اور یہ ایک ایسی قوم ہے جس نے پہلے ایمان اختیار کیا تھا۔ ایک رسول (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کی حقانیت و صداقت پر شہادت بھی دی تھی۔

[۱] آل عمران ۔۔۔ ۳، [۲] ایضاً ۔۔۔ ۷، [۳] ایضاً ۔۔۔ ۸

بقیہ: بلوچستان کا سیاسی موسم

یہ چال بھی ناکام ہوئی۔ عوام اس سزا کے باوجود روزانہ گرفتاریاں پیش کر رہے ہیں۔ معلوم ہوا ہے کہ سبی اور مچھ کے جیل خانے بھر چکے ہیں۔ دراصل بلوچستان کی جیلیں تو سدا آباد رہتی ہیں۔ دیگر اضلاع کی طرح شہید ملت فخر جمعیۃ علماء اسلام سید شمس الدین شہید کا ضلع فورٹ سنڈیمن (ژوب) اس دفعہ پھر بازی لے گیا۔ وہاں بھی جونہی شہید ملت کے ساتھیوں نے تحریک شروع کی تو سب سے پہلے تمام بلوچستان میں گولی بھی ژوب میں چلائی گئی۔ مگر وہاں جو حادثہ ہوا اس سے حکمران طبقہ کی آنکھیں کھل جانی چاہئیں وہاں پاکستان قومی اتحاد کے جلوس پر پولیس اور ایف ایس ایف نے فائرنگ کر دی، مگر ژوب ملیشیا نے اپنے بھائیوں پر فائرنگ سے انکار کر دیا، بلکہ پولیس کو بھی فائرنگ سے روکا۔ اس فائرنگ سے مولانا محمد اسحاق خوستی سمیت کئی افراد زخمی ہو گئے۔ مولانا محمد اسحاق صاحب ہسپتال میں ہیں۔ اس فائرنگ سے پیپلز پارٹی کا ایک رکن ہلاک ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی چمن میں بھی تحریک چل رہی ہے۔

۷۷/۳/۳۱ء کو پاکستان قومی اتحاد (علماء کونسل بلوچستان) کی جانب سے ایک میل لمبا جلوس نکالا گیا۔ اس عظیم الشان اور باوقار جلوس کی قیادت امیر جمعیۃ علماء اسلام بلوچستان اور قائم مقام صدر پاکستان قومی اتحاد بلوچستان مولانا عبدالواحد نے کی۔ اس کے ساتھ ہی پشین اور چمن اور دیگر شہروں میں بھی علماء کرام نے بڑے بڑے جلوس نکالے صوبائی دارالحکومت کوئٹہ میں روزانہ جلوس نکلتے ہیں اور ان سے مولانا عبدالواحد صاحب، مولانا عبدالستار شاہ اور مولانا غلام سرور صاحب خطاب فرماتے ہیں۔ بلوچستان قومی اتحاد کے تمام رہنماؤں کی گرفتاری کے بعد مولانا عبدالواحد صاحب اور مولانا عبدالستار شاہ صاحب، عبدالمجید خان اور مولانا غلام سرور نے تحریک کو جاری رکھا، بلکہ تحریک میں نئی روح پھونک دی۔ اس کے ساتھ جمعیۃ طلباء اسلام بلوچستان نے بھی اس تحریک میں جان کی بازی لگا دی۔ جمعیۃ طلباء اسلام بلوچستان کے صدر سکندر خان اور جنرل سیکرٹری غلام رسول مینگل نے تو اپنے آپ کو وقف کر دیا۔ خضدار میں مولانا ابوبکر، قلات میں سید محمد صدیق شاہ، مستونگ میں قاضی عبدالرحمٰن اور فورٹ سنڈیمن میں مولانا محمد اسحاق خوستی ہی تحریک کے روح رواں رہے ہیں۔ پاکستان قومی اتحاد بلوچستان کے زعماء محمد زمان خان اچکزئی، خدائے نور، فضل الٰہی، حافظ حسین احمد، ملک غلام سرور صاحبان [illegible] ہیں۔

قارئین لکھتے ہیں

"بترس از آہ مظلوماں"

ایک فریاد ایک مطالبہ

مکرمی ایڈیٹر صاحب

بعد از سلام میں آپ کے موقر جریدے کی وساطت سے حکومت پاکستان کی توجہ ایک اہم قومی مسئلے کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں وہ یہ کہ کچھ عرصہ قبل یہ خبر شائع ہوئی تھی کہ ڈیرہ اسمٰعیل خان میں دو گروہوں کے درمیان تصادم ہوا۔ جس میں ایک گروہ (جس کا سربراہ عنایت اللہ خان گنڈہ پور تھا) نے دوسرے گروہ (جس کا سربراہ پیپلز پارٹی کا مشہور لیڈر فاروق تھا) پر گولی چلائی جس کے نتیجے میں آخر الذکر گروہ کے آٹھ سے زیادہ افراد شہید ہو گئے۔ جن میں ان کا سربراہ بھی شامل ہے۔ بعد ازاں مقتولین کے بقیہ متعدد ماتم زدگان کو اور قاتلین کو گرفتار کر لیا گیا۔ لیکن ابھی چند یوم قبل قاتلوں کو بغیر کسی سزا و جزا کے رہا کر دیا گیا ہے جب کہ مقتولین کے ورثا جیل میں بند ہیں۔

افسوس صد افسوس پیپلز پارٹی کی حکومت کے ایسے قانون پر جو ظالم کی حمایت اور مظلوم کی مخالفت کرتا ہے۔ حکومت کے اس فیصلے سے پورے ڈیرہ میں پریشانی ہے اور تمام لوگ سڑکوں پر نکل کر حکومت سے مطالبہ کر رہے ہیں کہ قاتلوں کو گرفتار کر کے سزائے موت اور مقتولین کے ورثا کو جلد از جلد رہا کیا جائے۔ دگر نہ اس کے نتائج ایسے برآمد ہوں گے جو ملک اور قوم کے لئے سخت نقصان دہ ثابت ہوں گے جس کی ذمہ داری صرف اور صرف حکمران ٹولہ پر ہو گی۔

میں حکومت سے امید کرتا ہوں کہ قوم کے اس اہم مطالبے پر توجہ دے گی اور قوم کی یہ آہ و فغاں صدا بصحرا ثابت نہ ہو گی۔

نوٹ: یہی عنایت اللہ گنڈہ پور اپنے علاقے کا مشہور قاتل ہے۔ اس سے قبل بھی اس ظالم نے کئی قتل کئے ہیں جن میں سے دو قتل اس نے درابن کلاں کے بے کس عوام کے بھی کئے ہیں لیکن جب حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ اس ظالم کو سزائے موت دی جائے تو حکومت نے اس مطالبے کو ردی کی ٹوکری میں پھینک دیا اور اس شخص کو جیل سے نکال کر جعلی صوبائی اسمبلی کا ممبر منتخب کیا گیا اور اب اس نو افراد کے قاتل کو قلمدان وزارت بھی سپرد کر دیا گیا۔ جب کہ بے گناہ لوگوں پر جھوٹے مقدمات بنا کر جیلوں میں ڈالا جا رہا ہے اور شریف شہریوں کا جینا دوبھر کر دیا گیا ہے۔

(قاضی خلیل احمد درابن کلاں ڈی آئی خان)

محترم المقام جناب مولانا اکرام القادری صاحب

اسلام علیکم کے بعد گذارش ہے کہ یکم اپریل بروز جمعہ بعد از نماز مسجد جامعۃ المدینہ میں سید اصغر علی شاہ کی زیر صدارت ایک اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں جمعیۃ علماء اسلام سے تعلق رکھنے والے ضلع گجرات کے علماء کرام نے شرکت کی۔

اجلاس میں شرکت کرنے والوں کے اسماء گرامی یہ ہیں۔

۱۔ مولانا عبدالروف کنوینر ضلع گجرات
۲۔ // قاری خلیل الرحمن صاحب گجرات
۳۔ // چودھری خلیل احمد // //
۴۔ // غلام محمد // //
۵۔ قاری حبیب الرحمن // //
۶۔ میاں احمد صاحب جلالپور جٹاں
۷۔ مولانا قاری محمد اختر صاحب بھنجن کسانہ
۸۔ // غلام رسول // کوٹلہ
۹۔ // یار محمد // غیر مسلم

بعد ازاں تین علماء کرام کی کمیٹی مقرر کی گئی جس کے نام یہ ہیں۔

۱۔ مولانا عبدالروف کنوینر جمعیت علماء اسلام ضلع گجرات۔
۲۔ مولانا قاری غلام رسول صاحب کوٹلہ تحصیل کھاریاں۔
۳۔ چودھری ارشاد احمد صاحب منڈی بہاؤ الدین۔

نیز منتخب شدہ کمیٹی کے اسماء گرامی پاکستان قومی اتحاد ضلع گجرات میں نمائندگی کرنے کے لئے بھیج دیئے گئے ہیں۔

فقط والسلام۔

احقر العباد عبدالروف کنوینر جمعیت علماء اسلام ضلع گجرات۔

مکرم محترم جناب اکرام القادری صاحب

اسلام علیکم:

فقیر بستی گردوں ضلع بہاولپور کا رہنے والا ہے۔ بنتیل اسمبلی کے الیکشن پر گھر آیا تھا۔ تا دم تحریر گھر پر ہوں۔ ہمارے قریب موضع جانو والہ ہے۔ وہاں پر دو واقعات عجیب و غریب نوعیت کے ظہور پذیر ہوئے۔ جو آپ کے موقر جریدہ کی وساطت سے اہالیان پاکستان تک پہنچانا اپنا فرض سمجھتا ہوں۔

۷ مارچ کو جانو والہ پولنگ اسٹیشن پر حکومتی پارٹی اپنے "خاص ذرائع" سے کامیاب ہوئی چنانچہ ۷ مارچ کی شام کو جلوس نکالا گیا۔ نور محمد نامی ایک شخص کے فرضی داڑھی لگائی گئی۔ اس کے منہ پر تھوکا گیا۔ داڑھی کے بال نوچے گئے۔ منہ پر طمانچے رسید کئے گئے۔ طعنے دیتے گئے۔ حلوہ کھاؤ گے؟ آئندہ الیکشن لڑو گے؟ وہ بدبخت کہتا نہیں نہیں یہ کہہ کر جوتیاں ماری گئیں۔ وہ شخص جو فرضی داڑھی لگا کر مولویت کا کردار ادا کر رہا تھا۔ اسے وہیں جلوس میں اطلاع ملی کہ آپ کا بیل مر گیا ہے۔ جو تقریباً تین ہزار کی مالیت کا بتایا جا رہا ہے۔ وہ شخص کسی کو بتائے بغیر چپکے سے چلا گیا۔ دوسرے شخص گل محمد کے داڑھی لگا کر اس کی بے عزتی کی شام کو وہ گھر پہنچا تو پاگل ہو گیا۔

ایک کو داڑھی کی توہین کے صلہ میں بیل سے ہاتھ دھونے پڑے۔ جب کہ دوسرے کو عقل جیسی عظیم نعمت سے ہاتھ دھونے پڑے۔

اللہ وسایا شاد ملکی منتظم بہتر فنڈیشن الاہل

رپورٹنگ: مولانا روشن دین

ٹیکسلا کے شب و روز

گرفتاریاں، مظاہرے اور لاٹھی چارج

۱۸ مارچ کو بلاجواز لاٹھی چارج کے خلاف احتجاج کے طور پر قومی اتحاد نے ۲۰ مارچ کو احتجاجی مظاہرہ کرنے اور گرفتاریاں پیش کرنے کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ ۲۰ مارچ کو جامع مسجد مین بازار ٹیکسلا سے نماز ظہر کے بعد جلوس نکالا گیا۔ احتجاجی نعرے بلند کئے گئے۔ اور مندرجہ ذیل کارکنوں نے اپنے آپ کو گرفتاریوں کے لئے پیش کیا۔

۱۔ مولانا محمد یعقوب صاحب جماعت اسلامی
۲۔ قاضی امیر احمد صاحب جمعیۃ علماء اسلام
۳۔ صوفی محمد یونس 〃 〃
۴۔ محمد امین 〃 〃 پاکستان
۵۔ ملک گشتاسب 〃 تحریک استقلال

ان افراد کو پولیس نے رات کے پچھلے پہر ٹیکسلا سے دس میل دور ویرانے میں لے جا کر چھوڑ دیا۔

۲۵ مارچ بروز جمعۃ المبارک

پروگرام کے مطابق جمعہ کی نماز کے بعد جامع مسجد مین بازار ٹیکسلا سے احتجاجی جلوس نکالا گیا جس کی قیادت مولانا محمد صابر صاحب نے کی اور درج ذیل کارکنوں نے گرفتاریاں پیش کیں۔

۱۔ مولانا محمد صابر صاحب، جمیعۃ علماء اسلام
۲۔ ریاض الاسلام 〃 〃
۳۔ محمد یعقوب 〃 جماعت اسلامی
۴۔ محمد مہربان صاحب، تحریک استقلال
۵۔ فضل حق پرویز 〃 〃

ان کارکنوں کو بھی رات کے وقت ٹیکسلا سے تیس میل دور جنگل میں چھوڑ دیا گیا۔

یکم اپریل بروز جمعۃ المبارک

نماز جمعہ کے بعد مدنی مسجد ٹیکسلا سے درج ذیل کارکنوں نے گرفتاریاں پیش کیں۔ گرفتاریوں سے قبل احتجاجی جلوس بھی نکالا گیا۔

۱۔ محمد صفدر صاحب، تحریک استقلال
۲۔ عبدالرشید 〃 جمعیۃ علماء اسلام
۳۔ غلام فرید 〃 〃 〃
۴۔ شیر زمان 〃 جماعت اسلامی
۵۔ حاجی عبدالعزیز خان 〃 〃

یہ کارکن جیل میں ہیں۔

کارکردگی و تفصیلات

۱۸ مارچ ۱۹۷۷ء تا ۱۸ اپریل ۱۹۷۷ء

۱۸ مارچ بروز جمعۃ المبارک پاکستان قومی اتحاد حلقہ ٹیکسلا واہ کینٹ کی مجلس عاملہ کے فیصلہ کے مطابق مدنی مسجد ٹیکسلا سے نماز جمعہ کے بعد احتجاجی جلوس نکالا گیا۔ جس کی قیادت پیر محبوب حسین شاہ صاحب امیدوار صوبائی اسمبلی نے کی ابھی جلوس چند قدم ہی چلا تھا کہ علاقہ مجسٹریٹ اور انسپکٹر پولیس نے جلوس کو روک لیا۔ اس پر پیر محبوب حسین صاحب نے جلوس کے شرکاء سے خطاب کیا اور ان کی سرکردگی میں درج ذیل افراد نے خود کو گرفتاری کے لئے پیش کیا۔

۱۔ پیر محبوب حسین شاہ صاحب، جمعیت علماء پاکستان (امیدوار صوبائی اسمبلی)
۲۔ ڈاکٹر محمد اجمل صاحب، تحریک استقلال
۳۔ مولانا حبیب الرحمٰن صاحب جمعیۃ علماء اسلام
۴۔ بشیر احمد صاحب، جماعت اسلامی
۵۔ صوفی محمد نواز 〃 〃

یہ سب کارکن جیل میں ہیں۔

ان افراد کو جب پولیس لے کر گئی تو حاضرین نے نعرے لگائے۔ اس پر پولیس نے بغیر وارننگ کے فوری طور پر لاٹھی چارج شروع کر دیا۔ اور جھنڈا اٹھائے ہوئے کارکن مولانا عبدالماجد سے جھنڈا چھیننے کی کوشش کی۔ جب اس نے جھنڈا دینے سے انکار کیا تو اسے وحشیانہ طور پر مارا گیا۔ جس سے وہ شدید زخمی ہو گیا۔ اور ابھی تک صحت یاب نہیں ہو سکا۔

ایک اور ضعیف آدمی فیروز دین کو سر میں اندرونی چوٹیں آئیں جو چند گھنٹے بعد سر میں خون رک جانے کی وجہ سے بے ہوش ہو گیا۔ اور

بائیس دن بے ہوش رہنے کے بعد مورخہ ۷ اپریل کو انتقال کر گیا۔

ان دو حضرات کے علاوہ بیسوں کارکن زخمی ہوئے۔ پولیس نے اپنی حرکت پر پردہ ڈالنے کے لئے پیپلز پارٹی کے کارکن کے مشورہ سے قومی اتحاد کے آٹھ سرگرم کارکنوں کے خلاف دفعہ ۳۵۲/۳۴۴، ۱۸۸ کے تحت مقدمہ درج کر لیا۔ ان کارکنوں کے نام یہ ہیں۔

۱۔ مولانا عبدالماجد۔ ۲۔ صلاح الدین
۳۔ ظہیر الدین۔ ۴۔ غلام حبیب
۵۔ محمد مطلوب۔ ۶۔ عبدالرشید
۷۔ شوکت حیات۔ ۸۔ محمد رفیق

ان آٹھ کارکنوں کو ضمانت پر رہا کرا لیا گیا ہے۔

۴ اپریل ۷۷ء بروز سوموار

واہ کینٹ میں چونکہ اسلحہ ساز فیکٹری ہے۔ اس لئے قومی اتحاد کی تنظیم نے فیصلہ کیا تھا کہ واہ کینٹ سے احتجاجی جلوس نہیں نکالے جائیں گے لیکن پولیس نے واہ کینٹ کی تنظیم علماء کے صدر کو بلاوجہ گرفتار کر کے وہاں کے حالات کو کشیدہ کر دیا۔ اس صورت حال کے پیش نظر فیصلہ کیا گیا کہ واہ کینٹ کی مدنی مسجد سے ۴ اپریل کو احتجاجی جلوس نکالا جائے۔ اور گرفتاریاں پیش کی جائیں چنانچہ مذکورہ تاریخ کو نماز عصر کے بعد عظیم الشان جلوس نکالا گیا۔ اور درج ذیل کارکنوں نے گرفتاریاں پیش کیں۔

۱۔ مولانا محمد مسعود قریشی صاحب، جمعیت علماء پاکستان (قائد)
۲۔ محمد ارشد صاحب، جمعیۃ علماء اسلام
۳۔ حکم داد 〃 〃 〃
۴۔ محمد شفیع 〃 تحریک استقلال
۵۔ راجہ منظور 〃 〃

ان کارکنوں کو بھی رات کے پچھلے پہر ٹیکسلا سے پندرہ میل دور لے جا کر چھوڑ دیا گیا۔

۸ اپریل ۷۷ء بروز جمعۃ المبارک

معمول کے مطابق مدنی مسجد ٹیکسلا سے نماز جمعہ کے بعد احتجاجی جلوس نکالا گیا اور درج ذیل کارکنوں نے گرفتاریاں پیش کیں۔

۱۔ مولانا حافظ عبدالقدس صاحب، (جمعیۃ علماء اسلام)
۲۔ قاری غلام مرتضٰے صاحب (جمعیۃ علماء اسلام)
۳۔ حبیب خان صاحب
۴۔ محمد نذیر 〃 تحریک استقلال
۵۔ عبدالجبار 〃 جماعت اسلامی

ان کارکنوں کو بھی رات کے وقت جنگل میں لے جا کر چھوڑ دیا گیا۔

جمعیت علما اسلام میں میری شمولیت کے اسباب

مولانا محمد اسحٰق صاحب مدظلہ العالی کی مجلس کا اثر

خورشید عالم گوہرِ قلم

موجودہ دور میں ان ہستیوں کی کمی نہیں جو اپنے فیضانِ نظر سے دل کی دنیا بدل دیتے ہیں" یہ وظیفہ آج میری زبان پر بار بار آرہا ہے اور میں نے اپنے ہی ان خیالات کی تردید کر دی ہے۔ کہ آج کے زمانے میں بزرگ نہیں۔ آج میں نے ایک درویش صفت بزرگ سے مل کر اپنے اس باطل خیال سے چھٹکارا حاصل کر لیا ہے۔ آج میرا رواں رواں خوشی سے سرشار ہے اور مجھے اپنی منزل پر پہنچانے والے ایک بزرگ کی مجلس نصیب ہوگئی ہے۔

جمعیت علماء اسلام ضلع لاہور کے امیر اور حضرت لاہوریؒ کے خلیفہ حضرت مولانا مولوی محمد اسحٰق صاحب دامت برکاتہم کی شخصیت محتاجِ تعارف نہیں۔ مجھے ان کی مجلس سے اطمینان قلب واصلاحِ احوال کا ایک اجاگر پہلو ملا ہے ذکر اللہ کی سدا بہار محفلوں نے ان میں لازوال رنگ بکھیر دیا ہے۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ ان کی مجلس میں برنظر قرآن وحدیث کی تعلیم دی جا رہی ہے۔ اور مجھ جیسے ہزاروں لوگ اس مجلس سے استفادہ کر رہے ہیں اور ان کے دل کی دنیا بدلی جا رہی ہے۔ انکے دلوں میں لا الٰہ کے روح پرور نغمے گونج رہے ہیں تاریکیاں چھٹ رہی ہیں۔ انہیں اپنی منزل دکھائی دے رہی ہے۔

محمد کے گدا دیکھے ہیں دنیا کے امام اکثر
بدل دیتے ہیں تقدیریں محمد کے غلام اکثر

حضرت مفتی محمود صاحب مدظلہ کے اس جانثار ساتھی جمعیت علماء اسلام کے سرگرم کارکن کا جب اخلاقی وکرداری پہلو اتنا روشن ہے تو باقی زعماء جماعت بھی یقیناً نیر درخشاں کی حیثیت رکھتے ہوں گے۔

حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب جیسی قابل قدر ہستیاں جس جماعت میں موجود ہوں اسکے حق پر ہونے کی اس سے زیادہ اور کیا دلیل ہو سکتی ہے۔ آپ کا شمار اسلام کے صف اول کے مجاہدین میں ہوتا ہے۔ اور یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ مولانا نے ہمیشہ راہ حق کے لئے اپنا گھر تک لٹا دیا۔

میں نے جس دن پاکستان قومی اتحاد کیطرف سے گرفتاری پیش کی وہ ۲۹ مارچ بروز منگل تھا۔ جیل میں ایک طرف الگ الگ رہا کچھ دوستوں نے طنز کیا اور کچھ نے مذاق اب وقت آگیا تھا کہ میں خیالات کی رو میں بھٹک جاؤں مگر میرے ڈوبتے ہوئے سفینے کو مولانا نے ایک ماہر ملاح کی طرح سنبھال لیا۔ اور اس کو صحیح سلامت روانہ کر دیا۔ صرف یہی نہیں بلکہ وہ اس شکستہ کشتی کے ملاح بھی بن گئے۔

مولانا نے اپنی مجلس میں لے لیا۔ اب وہ دن ہیں کہ جیل کو تربیت گاہ اور مولانا کی صحبت کا ایک ایک لمحہ قیمتی سمجھ رہا ہوں۔ خدا کرے کہ مجھے ان کی سرپرستی رہے۔ اور دعا ہیں فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے ان کے طفیل رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرماتے ــــــ آمین

آج میں نے بجان ودل جمعیت میں شمولیت اختیار کر لی ہے۔ اور مجھے امید ہے کہ قائدین مجھ جیسے ادنیٰ کارکن کو بھی جماعت میں قبول فرمائیں گے۔ میرا قلم جو کہ میری متاع عزیز ہے جمعیت کے لئے وقف ہے کوشش کروں گا کہ میں حضرت مولانا مفتی محمود کا ایک جانثار سپاہی بنوں اور ان کی خدمت عالیہ میں اپنے خون کا ایک ایک قطرہ پیش کر سکوں۔

ہنگامی اجلاس

جمعیت علماء اسلام ضلع شیخوپورا کے امیر مولانا عبد اللطیف صاحب انور، جنرل سیکرٹری مولانا محمد یعقوب صاحب ربانی، نائب امیر ڈاکٹر عبد الحق صاحب ناڑ کو گرفتار کر لیا گیا ہے اور جیل میں ان تینوں پر بڑی سختی کی جا رہی ہے حتیٰ کہ ملاقات بھی نہیں کرنے دی جاتی۔ جمعیت علماء اسلام شاہ کوٹ کے ایک ہنگامی اجلاس میں خطاب کرتے ہوئے مفتی غلام مرتضیٰ صاحب نے فرمایا کہ حکومت کو چاہیے کہ ان تینوں حضرات کو فی الفور رہا کیا جائے اور ان پر تشدد بند کیا جائے۔

نیز جمعیت طلباء اسلام سیالکوٹ کے

دو کارکن چوہدری محمد زاہد صاحب اور حافظ عبدالمجید صاحب کو تھانیدار عبدالمتین نے ننگے کر کے زدوکوب کیا۔ جس کی وجہ سے ان کا گوشت پھٹ گیا اور ہڈیاں وغیرہ بھی ٹوٹ گئی۔ یہ ہنگامی اجلاس عبدالمتین تھانیدار کی سخت مذمت کرتا ہے۔

ڈھاڈر ضلع کچھی

گذشتہ دنوں پاکستان قومی اتحاد ضلع کچھی زیر صدارت جناب عبدالرزاق مولوی برائے تشکیل عہدیداران منعقد ہوا۔ جس میں اتفاق رائے سے مندرجہ ذیل عہدیدار منتخب ہوئے

صدر .... مولوی عبدالرزاق صاحب
سنیئر نائب صدر ...... میر سمندر خان لہڑی
جنرل سیکرٹری .... " بدل جان چوٹائی
جوائنٹ " .... عبدالحئی مینگل زئی
اطلاعات " .... عبدالفتاح " "
خازن .... عبدالغفور صاحب

جمعیت کے وفد کی زیر حراست رہنماؤں سے ملاقات

جمعیت علماء اسلام بلوچستان کا ایک وفد مولانا عبدالواحد صاحب کی سربراہی میں ڈسٹرکٹ جیل کوئٹہ میں محمد زمان خان اچکزئی، حافظ حسین احمد، حاجی سیف اللہ، حاجی شاہ محمد، حاجی عبدالرحیم سے ملا اور ان رہنماؤں کو یقین دلایا کہ جمعیت علماء اسلام بلوچستان کے ۱۰ ہزار کارکن اسلامی نظام کے قیام کے لئے ہر قسم کی قربانی دینے کے لئے آپ کے حکم کے منتظر ہیں۔

شمولیت

لاہور ہائی کورٹ کے معروف قانون دان چوہدری منظور الہی گوندل نے جمعیت علماء اسلام میں شمولیت کا اعلان کر دیا ہے۔ انہوں نے آج ایک بیان میں کہا کہ مولانا مفتی محمود جیسے عظیم محب وطن اور مدبر سیاستدان کی قیادت میں قومی کام کرنا میرے لئے باعث سعادت ہے اور میں یہ اعلان کرنے میں فخر محسوس کرتا ہوں کہ قومی ورکر ہر خدمت کے لئے مجھے ہر وقت تیار پائیں گے۔

قاری نور الحق قریشی کا پیغام

جمعیت علماء اسلام کے جنرل سیکرٹری قاری نورالحق قریشی ایڈووکیٹ نے بہاولپور جیل سے ایک پیغام میں کہا ہے کہ ہر دور میں حق و باطل کا معرکہ بپا رہا لیکن بالآخر فتح حق کی ہوئی۔

انہوں نے کہا کہ آج بھی استبدادی قوتیں خوف و جبر کے ذریعہ اپنے مذموم مقاصد پروان چڑھانا چاہتی ہیں۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ علماء، طلباء، وکلاء، مزدور، کسان، تاجر اور محترم خواتین کی مشترکہ جدوجہد ان کے مذموم مقاصد کو کبھی کامیاب نہ ہونے دیں گی۔ اور اس ملک میں نظام شریعت کا سورج طلوع ہو کر رہے گا۔

کوئٹہ میں علماء کا جلوس

کوئٹہ، ۱۳ مارچ علماء کونسل پاکستان قومی اتحاد کوئٹہ کے زیر اہتمام کوئٹہ کے علماء کا ایک جلوس مرکزی جامع مسجد سے قومی اتحاد بلوچستان کے قائمقام صدر مولانا عبدالواحد کی قیادت میں نکالا گیا۔ یہ جلوس قومی اتحاد کی تحریک شروع ہونے کے بعد شہر کا سب سے بڑا جلوس تھا جس میں ہزاروں افراد نے شرکت کی۔

جلوس سورج گنج بازار، شارع جناح، شارع اقبال، شارع لیاقت، پرنس روڈ اور مسجد روڈ سے ہوتا ہوا۔ مرکزی جامع مسجد پہنچ کر ختم ہوا۔ شرکاء جلوس نعرہ تکبیر اللہ اکبر، اسلام زندہ باد، رہبر و رہنما مصطفیٰ، مصطفیٰ، قومی اتحاد زندہ باد، پاکستان زندہ باد، پاکستان کا مطلب کیا۔ لا الٰہ الا اللہ، مولانا مفتی محمود زندہ باد، اصغر خان زندہ باد، مولانا شاہ احمد نورانی زندہ باد، اور پروفیسر غفور زندہ باد کے نعرے لگا رہے تھے۔ شرکائے جلوس نے جو پلے کارڈز اٹھا رکھے تھے ان پر یہ مطالبے تحریر تھے۔ ہمارے اکابر کو رہا کرو، آمریت مردہ باد، از سر نو انتخابات کرائے جائیں، اندھا دھند گرفتاریاں بند کی جائیں۔ جلوس مرکزی جامع مسجد پہنچ کر جلسے میں تبدیل ہو گیا۔ اور بہت سے علماء نے اس موقع پر خطاب کیا۔

مولانا عبدالواحد نے جلسے سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ یہ ملک بڑی قربانیاں دیکر اس لئے حاصل کیا گیا تھا کہ یہاں اسلامی نظام نافذ ہوگا۔ لیکن افسوس کہ ایسا نہیں ہو سکا۔ ملک دو ٹکڑے ہو گیا۔ کیسے ہوا کس نے کیا یہ سب جانتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ملک میں جمہوری اقتدار کو پامال اور عوامی فیصلے کو مسترد کرتے ہوئے ایسی اسمبلی قائم کی گئی جو ہرگز عوام کی نمائندہ نہیں ہے۔ اس حقیقت کو جھٹلایا نہیں جا سکتا کہ انتخابات میں عوام نے موجودہ حکومت کو مسترد کر دیا تھا۔ ہم اس دھاندلی کے خلاف اور اسلامی نظام کے قیام کے لئے جدوجہد کر رہے ہیں۔ ہماری جدوجہد جاری رہے گی کیونکہ ظالم حکمران کے خلاف کلمہ حق کہنا جہاد ہے۔ آج پوری قوم مجسم احتجاج بنی ہوئی ہے اور قومی اتحاد کی تحریک میں شریک ہے۔ عوامی قوت موجودہ آمریت کو ختم کر دے گی۔ انہوں نے کہا کہ اس وقت ملک میں شخصی حکومت ہے۔ قومی اتحاد کے رہنماؤں اور بڑے پیمانے پر سیاسی کارکنوں کو گرفتار اور عوام پر تشدد کر کے

موجودہ تحریک کو دبانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

جناب عبدالقادر ڈیروی نے کہا کہ اسلامی نظام کی راہ میں ملک کا ایک مختصر مگر با اثر مخصوص گروہ سب سے بڑی رکاوٹ ہے اور یہ نہیں چاہتا کہ اسلامی نظام نافذ ہو۔

مولانا نیاز محمد نے کہا کہ کہا جاتا ہے کہ قومی اتحاد نے قوم کو کوئی منشور ہی نہیں دیا۔ ان کے پاس کوئی ایسا دل آویز پروگرام تھا ہی نہیں جو عوام ان کو ووٹ دیتے۔ لیکن قومی اتحاد کا منشور قرآن وسنت پر مبنی ہے۔ جو ملک کے عوام کے دل کی دھڑکن ہے۔

مولانا عبدالستار نے کہا کہ جب شیخ مجیب الرحمان کور باکرنا تھا تو کراچی کے جلسہ عام میں ہاتھ کھڑا کر کے فیصلہ کرایا گیا اور کہا گیا کہ کراچی کا فیصلہ پورے ملک کا فیصلہ ہے آج نہ صرف کراچی بلکہ پورے ملک کے عوام نے آپ کے خلاف فیصلہ دے دیا ہے تو اسے ماننے میں تامل کیوں ہے؟

عہدیداران جمعیت العلمائے اسلام

حلقہ شاہدرہ ٹاؤن لاہور

صدر .... جناب قاری محمد اسلم صاحب (خطیب جامعہ حبیب عیدگاہ)

نائب صدر .... چودھری محمد حسین

جنرل سیکرٹری .... آفتاب احمد صدیقی

پروپیگنڈہ ٫٫ .... ارشاد علی زیدی

نشرواشاعت .... محمود احمد خان باچہ

آفس سیکرٹری .... محمد امجد

خزانچی .... حاجی محمد رفیق صاحب

ارکان مجلس مشاورت

۱۔ محمد امین ۲۔ ملک خالد محمود

۳۔ سید واجد علی ۴۔ نوید ثاقب

۵۔ محمد اسحاق ۶ محمد رفیق

۷۔ شوکت علی ۸۔ محمد حنیف قریشی

۹۔ محمد امین ۱۰۔ سید عبدالمعروف

۱۱۔ عمر فاروق

شمولیت

نوشکی ۱۲ اپریل مولانا امیر حمزہ ناظم نشرواشاعت کی ترغیب پر پیپلز پارٹی کے سرگرم رکن جناب الحاج عبدالحلیم صاحب نے اپنے ساتھیوں سمیت پیپلز پارٹی سے مستعفی ہو کر جمعیت علماء اسلام پاکستان میں شمولیت کا اعلان کیا ہے اور توقع ظاہر کی ہے کہ میں اپنے ساتھیوں سمیت اسلام کی خاطر زندگی واقف کروں گا۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی

جمعیت علماء اسلام کے رہنما مولانا محمد منظور احمد چنیوٹی تحریک نظام مصطفٰےؐ کے نفاذ کے سلسلہ میں ۲۰ مارچ سے کیمپ جیل لاہور میں ہیں جو احباب مولانا سے ملاقات کرنا چاہیں وہ کیمپ جیل میں ملاقات کر سکتے ہیں۔

ضلع لاہور جمعیت کا

اجلاس

گذشتہ روز دفتر جمعیت علماء اسلام چوک رنگ محل میں جمعیت علماء اسلام لاہور کا ایک اجلاس زیر صدارت ملک نبیر محمد صاحب قائم مقام امیر ضلع لاہور منعقد ہوا۔ تلاوت مخدوم منظور احمد نائب ناظم جمعیت لاہور نے کی۔

اجلاس میں طے پایا کہ جمعیت علماء اسلام سے تعلق رکھنے والے وہ حضرات جو موجودہ تحریک میں شہید، زخمی، اسیر اور گم ہوئے ہیں ان کے اسماء گرامی ضلع دفتر جمعیت علماء اسلام کو چوک رنگ محل میں ارسال فرمائیں۔

درج ذیل افراد پر ایک رابطہ کمیٹی تشکیل دی گئی۔ مولانا عبدالرحمن، مولانا سعید الرحمن علوی مولانا مخدوم منظور احمد صاحب مولانا اللہ داد صاحب میاں محمد حنیف صاحب۔

رابطہ کمیٹی کے ارکان جماعتی تنظیمی کام کے علاوہ زخمیوں کی عیادت اور ان کی ضروریات کا خیال رکھیں گے۔ احباب سے اپیل کی گئی کہ وہ رابطہ کمیٹی سے ہر قسم کا تعاون کریں۔

نیز جمعیت علماء اسلام لاجپت نگر لاہور کا اجلاس زیر صدارت قائم مقام امیر ضلع لاہور ملک نبیر محمد صاحب منعقد ہوا۔ تنظیمی امور پر غور کیا گیا۔ شہدائے تحریک اور زخمیوں کو خراج عقیدت پیش کیا اور پولیس کے بہیمانہ تشدد کی مذمت کی گئی۔ لاجپت نگر کی جماعت نے امدادی فنڈ میں ۴۰۰ روپے جمع کرائے۔

لسٹ مجاہدین خانیوال پی این اے

ضمانت بہ عدالت جسٹس عبدالجبار خان

۱۔ مولانا محمد رمضان صاحب پی این اے خانیوال۔

۲۔ محمد عبا[illegible] ٫٫ ٫٫ ٫٫

۳۔ محمد [illegible] ٫٫ ٫٫ ٫٫

۴۔ سراج [illegible] ٫٫ ٫٫ ٫٫ ٫٫

۵۔ ناصر احمد ٫٫ ٫٫ ٫٫ ٫٫

۶۔ نذیر احمد ٫٫ ٫٫ ٫٫ ٫٫ ٫٫

۷۔ نذر محمد ٫٫ ٫٫ ٫٫ ٫٫ ٫٫

۸۔ محمد صدیق پراچہ ٫٫ ٫٫ ٫٫ ٫٫ ٫٫

۹۔ محمد صدیق ولد بشیر محمد ٫٫ ٫٫ ٫٫ ٫٫ ٫٫

۱۰۔ سید احمد ٫٫ ٫٫ ٫٫ ٫٫

قومی اتحاد میں شمولیت

فورٹ سنڈیمن ۱۲ اپریل سے آج تک پیپلز پارٹی کے گیارہ افراد پیپلز پارٹی سے علیحدگی[illegible] دیگر

قومی اتحاد میں شامل ہو چکے ہیں جن کے نام درج ذیل ہیں۔

۱۔ خلیفہ غلام محمد صدو خیل
۲۔ حاجی محمد عالم 〃 〃
۳۔ قسمت دکان دار
۴۔ ... محمد ولد ... زئی
۵۔ ملا غازی مردان زئی
۶۔ خان محمد 〃
۷۔ عبداللہ ولد جلال نائب صدر پیپلز پارٹی
۸۔ محمد نعیم عبداللہ زئی
۹۔ نصراللہ 〃 〃 〃
۱۰۔ نصراللہ ... زئی
۱۱۔ ملک شین عبداللہ زئی

قومی اتحاد کی تحریک جاری رہے گی!

ہنگو کے عوام نے پرزور مطالبہ کیا کہ وزیر اعظم بھٹو اپنے عہدے سے مستعفی ہو جائیں کیونکہ ان کے عہدے پر تقرر لوگوں میں پریشانی اور فساد کا سبب بن چکا ہے۔

مولانا سید محمد انور شاہ حقانی نے خطاب کرتے ہوئے لوگوں پر زور دیا کہ وہ قومی تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں تاکہ وزیر اعظم بھٹو اور الیکشن کمشنر مجبور ہو کر مستعفی ہو جائیں۔

انہوں نے قومی رہنماؤں اور کارکنوں کی گرفتاریوں اور تشدد پر افسوس کا اظہار کیا ہے۔

مخدوم منظور احمد کا خطاب!

جمعۃ المبارک کے خطبہ کے موقع پر مولانا مخدوم منظور احمد ناظم جمعیۃ علماء اسلام ضلع لاہور نے جامع مسجد کبریٰ نیو سمن آباد میں کہا کہ کراچی سے لے کر خیبر تک پوری قوم نے مسٹر بھٹو کو مسترد کر دیا ہے لہذا بھٹو صاحب کو چاہیے کہ فوراً مستعفی ہو جائیں۔

مخدوم صاحب نے یوم سیاہ ۹ اپریل کے ... تشدد اور ... مسجد میں علماء کرام پر بے تحاشہ ... عورتوں وغیرہ ... قتل و غارت کی شدید مذمت کی ... وہ دن قریب ہے کہ مساجد میں شرعی حدود کے فیصلے صادر کیے جائیں گے۔

انہوں نے اس عزم کو دوہرایا کہ جب تک ہم زندہ ہیں نظام اسلامی کے سوا کوئی نظام پاکستان میں چلنے نہیں دیں گے۔

مخدوم صاحب نے شہداء اسلام شہیدان جمہوریت کو سلام پیش کیا۔

کمالیہ

پیپلز پارٹی ... کے غنڈوں نے کمالیہ میں ظلم و تشدد کا بازار گرم کر دیا۔ گذشتہ روز انہوں نے پاکستان قومی اتحاد کے کارکن غلام محمد ولد گاما قوم ماچھی محلہ پھلاں والہ کے مکان پر حملہ کر دیا۔ حملہ کے دوران غلام محمد اور اس کی نوجوان لڑکیوں کو زدوکوب کیا گیا۔ اور اس کے سامان کو لوٹ لیا گیا۔ باقی سامان کو اٹھا کر باہر پھینک دیا گیا اور مکان پر زبردستی قبضہ کر لیا۔ یاد رہے کہ یہ مکان گذشتہ ۱۶ سال سے پاکستان قومی اتحاد کے غلام محمد کے قبضہ میں ہے۔ حملہ آور لاٹھیوں اور آتشیں اسلحہ سے مسلح تھے حملہ کرنے والوں میں محرم منصور، سارنگ، قادر منصور، اللہ بخش، ہمایوں احمد، محمد، نوشیر گلو، امیر شیر، یوسف پھل، انور، سلیم فلا اور لعل وغیرہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں مقامی انتظامیہ نے ابھی تک غنڈوں کا کوئی نوٹس نہیں لیا۔ اور ابھی تک ان غنڈوں کا قبضہ مکان پر برقرار ہے۔

ممتاز قانون دان کی جمعیۃ میں شمولیت کا خیر مقدم

حافظ محمد طیب سیکرٹری جنرل جمعیۃ علماء اسلام ضلع وہاڑی نے ملک کے ممتاز قانون دان جناب چوہدری منظور الٰہی گوندل ایڈووکیٹ ہائی کورٹ لاہور کی جمعیۃ علماء اسلام میں شمولیت کا خیر مقدم کرتے ہوئے کہا ہے کہ جناب گوندل نے اس قومی ابتلا کے زمانے میں جمعیۃ علماء اسلام میں شمولیت اختیار کر کے جہاں مفکر ... حضرت مولانا مفتی محمود صاحب اور ان کی جماعت کی تحریک نفاذ شریعت کے سلسلہ میں اپنے پرعزم تعاون کا اظہار کیا ہے وہاں انہوں نے جمعیۃ علماء اسلام میں شمولیت اختیار کر کے قومی اتحاد کو عظیم طاقت فراہم ... ہے۔

امید ہے کہ جناب گوندل صاحب جمعیۃ علماء اسلام کی روایت کے مطابق ملک کی اسلامی اور قومی تحریک میں خوب سے خوب تر حصہ لیں گے۔

بقیہ۔ خانہ جنگی

حواری اگر کسی اور ملک میں پناہ حاصل کرنے میں کامیاب بھی ہو گئے تو وہ پی پی ورکرز کو اپنے ساتھ نہیں لے جا سکیں گے۔ اس لئے ہم پورے ملک میں پیپلز پارٹی کے کارکنوں کو اس مسئلہ پر سنجیدگی کے ساتھ غور و فکر کی دعوت دینا اپنا ملی فریضہ سمجھتے ہیں اور ہمیں امید ہے کہ پی پی ورکرز ملک و قوم اور خود اپنا مفاد سامنے رکھتے ہوئے۔ مسٹر بھٹو کے احمقانہ منصوبے کی تکمیل سے گریز کریں گے۔

رپورٹنگ غلام اللہ خان

اسلامی نظام کیلیے میری جان بھی حاضر ہے!

اور وہ شہید ہوگیا!

جمیعتہ طلباء اسلام حاصل پور کے رہنما جناب محمد ناظر شاہین نے دفتر جمیعت طلباء اسلام میں طلبہ کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا اسلامی نظام کے لئے میری جان بھی حاضر ہے۔ ان کے خطاب کے بعد طلباء ایک جلوس کی شکل میں نکلے اور پرامن مظاہرہ کیا۔ پولیس نے غلہ منڈی کے دروازے پر بغیر کسی وارننگ کے اور اطلاع کے جلوس پر لاٹھی چارج شروع کر دیا۔ اور جلوس کے قائدین پر انتہائی تشدد کیا شہر کے بزرگ محترم ڈاکٹر شریف صاحب کو اسقدر مارا گیا کہ ان کی ٹانگیں، بازو اور ریڑھ کی ہڈی توڑ دی گئی۔ بعد ازاں انہیں کار میں ڈال کر فرار ہو گئے قومی اتحاد کے سیکرٹری محمد جمیل جویہ کے بازو میں سنگین ماری جس سے وہ شدید زخمی ہو گئے۔ پولیس نے جلوس پر فائرنگ شروع کر دی۔ اور ان کی اس فائرنگ کے نتیجہ میں محمد ناظر شاہین نے جام شہادت نوش کیا اس طرح خدا نے ان کی وہ آرزو پوری کر دی جس کا اظہار انہوں نے دو گھنٹے قبل جمیعتہ طلباء اسلام کے دفتر میں کیا تھا جمیعتہ کے اس شہید کی نعش کو پولیس اٹھا کر تھانے لے گئی ورثاء اور قومی اتحاد کے لوگوں نے کوشش کی کہ اس کی میت انہیں مل جائے تاکہ وہ اس کے شایان شان طریق پر تجہیز و تکفین کر سکیں۔ لیکن شقی القلب پولیس کے اہل کاروں نے ایک نہ سنی اور ان کے ورثا کو کہا کہ اگر وہ یہ لکھ کر دیں کہ شہید پیپلز پارٹی کا ورکر تھا اور قومی اتحاد کے لوگوں کے تشدد سے شہید ہوا ہے۔ تو وہ نعش دینے کو تیار ہیں۔ مامتا اور محبت سے مجبور والدین کو ایسا کرنا پڑا لیکن چنگیز خاں کی نسل کے ان سپاہیوں نے نعش کو ورثاء کی موجودگی میں سنگینوں کے سایہ تلے رات کے ایک بجے دفن کر دیا۔

ھ

آسمان تیری لحد پر شبنم افشانی کرے

طرفہ ستم یہ کہ مقامی پولیس نے جمیعتہ طلباء اور اتحاد کے لوگوں کے خلاف شہید کا مقدمہ قتل قائم کر کے ایک ایسا کارنامہ سرانجام دیا کہ دھاندلی، بے ایمانی، بے غیرتی اور اس قبیل کے تمام الفاظ اس واقعہ کے لئے ہلکے نظر آتے ہیں۔

جمیعتہ طلباء اسلام کے مقامی رہنماؤں نے سوگوار خاندان سے تعزیت کی اور دفتر میں تعزیتی اجلاس منعقد کیا جس میں شہید کی روح کو ایصال ثواب کیا گیا۔

ضلع ملتان سے چالیس طلباء گرفتار۔

پاکستان کے دیگر شہروں کی طرح ضلع ملتان میں بھی جمیعت طلباء اسلام کے کارکن تحریک نفاذ شریعت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہے ہیں۔ جمیعتہ کے باہمت جیالے موجودہ غیر آئینی حکومت کے خلاف احتجاجی طور پر خود کو گرفتاریوں کے لئے پیش کر رہے ہیں۔ گزشتہ ہفتہ کہروڑ پکا کے سولہ مجاہدین کے نام شائع ہو چکے ہیں۔ جو گرفتار ہو چکے ہیں۔ اب ضلع کے دیگر علاقوں کے مجاہدین کے نام دیئے جاتے ہیں۔ جو اب تک پس دیوار زنداں ہیں۔

۱ بشیر احمد ملتان شہر

۲ منیر احمد "

۳ محمد حفیظ "

۴ حسین احمد "

جبکہ جناب عبد... حمد اور محمد یوسف صاحب شدید زخمی ہیں اور اب بھی نشتر ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔

۷۔ دین محمد عاصی میاں چنوں

۸۔ محمد عاشق "

۹۔ محمد عمر جاوید "

۱۰۔ محمد آمین "

۱۱۔ فیض احمد "

۱۲۔ عبدالمجید ندیم لودھراں

۱۳۔ انشیر احمد "

۱۴۔ محمد حنیف بھٹی "

۱۵۔ منظور احمد "

۱۶۔ حافظ خدا بخش

۱۷۔ ممتاز احمد نسیمی کبیر والا

۱۸۔ نعمت ... مد "

۱۹۔ عبدالمجید خانیوال

اور دیگر پانچ کارکن

ضلعی صدر جناب عبیداللہ احرار کی رپورٹ کے مطابق مندرجہ بالا فہرست کے علاوہ بھی مختلف مقامات پر بہت سے طلباء نے گرفتاریاں پیش کی ہیں۔ یا ان کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ لہٰذا کہروڑ پکا کے ۱۶ مجاہدین سمیت ضلع ملتان کے گرفتار شدگان کی تعداد چالیس تک پہنچ گئی ہے۔

... کے حوصلوں میں کسی قسم کا کوئی انحطاط پیدا ... بلکہ ان کے عزائم دوچند ہوئے ہیں اور طلبہ اسلامی نظام کے لئے ہر قسم کی قربانی دینے کے لئے تیار ہیں۔

ضلع بہاولنگر

جمعیتہ طلباء اسلام بہاولنگر پاکستان قومی اتحاد سے بھرپور تعاون کر رہی ہے اور جلسہ جلوس کے تمام پروگراموں میں جمعیتہ کے کارکن حتی المقدور جدوجہد کر رہے ہیں گرفتاریوں کے سلسلے میں بھی جمعیتہ کے بہادر مجاہد کسی سے پیچھے نہیں۔ گزشتہ شمارہ میں پانچ مجاہدین کے نام شائع ہو چکے ہیں۔ تازہ ترین رپورٹ کے مطابق گرفتار شدگان درج ذیل ہیں۔

1. ملک خلیل احمد اعوان (ضلعی صدر) ہارون آباد
2. خالد محمود وٹو (ضلعی ناظم عمومی) بہاولنگر
3. محمد عبیداللہ محمود صدر سٹی بہاولنگر
4. محمد حنیف صدیقی بہاولنگر
5. رفیع احمد سابق صدر گورنمنٹ کالج بہاولنگر
6. ذوالفقار احمد بھٹی چشتیاں کالج
7. مشتاق احمد اعجاز منچن آباد
8. افتخار احمد چاچا صدر یونین کالج ہارون آباد
9. عبدالغفار ہارون آباد کالج
10. محمد اسلم گورنمنٹ کالج ہارون آباد
11. محمد حنیف نائب صدر جمعیتہ فقیر والی
12. منظور احمد فقیر والی
13. لیاقت علی گورنمنٹ کالج ہارون آباد
14. نعیم اللہ بہاولنگر

ضلع لاہور

ضلع لاہور کے گرفتار شدگان سے متعلق پہلے بھی شائع ہو چکا ہے۔ لیکن ان میں مزید اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ لہٰذا آج تک مجموعی طور پر گرفتار شدگان اور زخمیوں کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔

محمد زرین عباسی	ضلعی صدر
محمد حنیف پاشا	عبدالخالق
انیس الرحمان	محمد یونس
محمد ابراہیم	محمد افضل کشمیری
محمد فاروق	محمد فیاض
دیگر چار کارکن	

زخمی

محمد صدیق	محمد یونس
غلام رسول	اورنگ زیب
حافظ عبدالواحد	محمد صابر برنی
عبدالکریم بلتستانی	بلال احمد
محمد ابراہیم بلتستانی	محمد نذیر

محمد ابراہیم جب کہ دو کارکن شہید ہو چکے ہیں

صوبہ سندھ سے

صوبہ سندھ میں بھی جمعیت کے جیالے شبانہ روز جدوجہد میں مصروف ہیں انہوں نے بھی قید و بند اور ظلم و تشدد کی صعوبتوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے حق و انصاف کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے پاکستان قومی اتحاد کی تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا موصولہ رپورٹ کے مطابق گرفتار شدگان کی فہرست درج ذیل ہے۔

1.	محمد اکبر منگی	شکارپور
2.	عبدالباسط	”
3.	عبدالصمد	”
4.	عبیداللہ	”
5	عبداللطیف	سکھر
6	ثناءاللہ	”
7	عبدالخالق	
8	محمد اکمل ندیم	ڈگری
9	حافظ مظہر حسین	میرپور خاص
10	عبدالکریم جونیجو	خیرپور

سکھر میں جمعیتہ کے کارکنوں کو گرفتار کرتے پولیس وین میں بٹھا کر نامعلوم مقام پر لے گئی۔ اور تین کارکنوں کو ٹھٹھہ پہنچ [illegible] رہا کر دیا۔ جو آٹھ میل کی مسافت طے پیدل کر کے منزل پر پہنچے۔ باقی مجاہدین کا تادم تحریر کوئی پتہ نہیں چل سکا۔

شیر شاہ کالونی کراچی

جمعیتہ طلباء اسلام پاکستان حلقہ شیر شاہ کالونی کراچی کے جناب نعمت اللہ قریشی نے فورٹ سنڈیمن میں قومی اتحاد کے مظاہرہ پر پولیس کی بے جا فائرنگ جس سے ایک شہید اور متعدد مجاہدین زخمی ہو گئے تھے کی سخت مذمت کی ہے اور اس عزم کا اعادہ کیا ہے کہ جمعیتہ طلباء اسلام کے کارکن سید شمس الدین شہید کے نقش قدم پر چل کر اس قسم کی طاغوتی طاقتوں سے کسی بھی طرح خوف زدہ نہیں ہوں گے۔ بلکہ ہر ہر مرحلہ اور موقع پر اپنی جدوجہد جاری رکھیں گے۔

مرکزی ناظم عمومی کبیروالا میں

جمعیتہ طلباء اسلام پاکستان کے مرکزی ناظم عمومی محمد فاروق قریشی نے گزشتہ ہفتہ کبیروالا میں جمعیتہ طلباء اسلام کے کارکنوں کے اجتماع میں شرکت کی۔ انہوں نے مقامی جمعیت کی کارکردگی اور تنظیمی صورت حال کا بھی جائزہ لیا۔ ازاں بعد دارالعلوم کبیروالا کے طلباء اور جمعیت کے کارکنوں سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا کہ ہم طالب علم ہونے کی حیثیت سے قوم کا سب سے زیادہ حساس طبقہ ہیں۔ لہٰذا قوم پر اگر کوئی مشکل وقت آ جائے تو طلباء قوم کی مصیبت سے علیحدہ نہیں رہ سکتے اور جمعیتہ طلباء اسلام کا مقصد وحید بھی اس مملکت میں نظام اسلام کا قیام ہے۔ اور اسلامی نظام تعلیم کے اجراء کے لئے ملک میں اسلامی نظام کا قیام اولین حیثیت رکھتا ہے۔ لہٰذا ہم اسلامی نظام کے نفاذ کی جدوجہد میں پاکستان قومی اتحاد کے شانہ بشانہ کام کرتے رہیں گے اس سلسلہ میں خواہ ہمیں قید و بند کی صعوبتوں اور ظلم و تشدد کے راستوں سے بھی گزرنا پڑا تو طلباء کسی بھی موقع پر پیچھے نہیں ہٹیں گے۔ اس موقع پر دارالعلوم کے ساتھ مختار احمد کشمیری نے بھی خطاب کیا

توجہ ہو

تحریک نظام مصطفیٰ میں جمعیتہ کے جتنے کارکن گرفتار یا زخمی یا شہید ہوئے ہوں مقامی جمعیتہ کے نظماء نشریات یا صدر۔ ناظم عمومی صاحبان فوری طور پر مرکزی دفتر ارسال فرما دیں۔ ناظم نشریات۔

مولانا زاہد الراشدی

خانہ جنگی کی سازش

پیپلز پارٹی کے کارکنوں کے لئے لمحہ فکریہ

نقصان کسے ہوگا؟

پیپلز پارٹی کے چیرمین جناب ذوالفقار علی بھٹو نے ۱۴ اپریل کو لاہور گورنر ہاؤس پارٹی کے کارکنوں سے خطاب کرتے ہوئے ان سے جو کچھ کہا اس کا نتیجہ سامنے آنے میں کچھ زیادہ دیر نہیں لگی۔ اسی روز گورنر ہاؤس سے نکل کر پی، پی، ورکرز نے جلوس نکالا مختلف بازاروں میں گھوم کر دوکانیں بند کرانے کی ناکام کوشش کی اور پھر داتا دربار کا رخ کیا۔ جہاں سے قومی اتحاد کا عظیم الشان جلوس مارچ کرنے والا تھا۔ لیکن عوام کے بے پناہ ہجوم کے نمودار ہوتے ہی مٹھی بھر افراد پر مشتمل پی، پی ورکرز کے جلوس کا کچھ پتہ نہ چلا کہ انہیں آسمان نے اچک لیا ہے یا زمین نے نگل لیا ہے۔

اس طرح پیپلز پارٹی کے کارکنوں نے اپنے چیرمین کی ہدایات پر عملدرآمد کا آغاز کیا ۱۵ اپریل کو قومی اتحاد کے چھ عظیم الشان جلوس مسجد شہداء پر اختتام پذیر ہوئے۔ اور اس کے بعد نوجوانوں کا ایک ہجوم میکلوڈ روڈ کی طرف روانہ ہوا تو پی، پی ورکرز سٹین گنوں اور رائفلوں سے مسلح ہو کر رتن سینما اور پارٹی کے دفتر میں مورچہ بند ہوتے بیٹھے تھے۔ نوجوان جب قریب آئے تو ان پر بے تحاشا فائرنگ کا سلسلہ شروع کر دیا گیا چار نوجوان شہید اور سینکڑوں زخمی ہو گئے۔ لیکن سٹین گنوں کے مقابلہ میں نوجوانوں کے جذبات اور حوصلوں نے زیادہ کام دکھایا۔ سینما اور دفتر دونوں نذر آتش کر دیئے گئے اور ایک محتاط اندازے کے مطابق دونوں عمارتوں کی آگ میں پیپلز پارٹی کے کم از کم نصف درجن افراد بھی بھسم ہو گئے۔

اسی روز کشن پورہ، مصری شاہ پی، پی کے ورکرز نے ایک مسجد کو جہاں سے جلوس نکلنا تھا گھیر لیا۔ قومی اتحاد کے صوبائی سیکرٹری جنرل پیر محمد اشرف کو شدید زدوکوب کیا۔ مولانا احمد علی قصوری کی دوکان لوٹ لی۔ اور سرعام غنڈہ گردی کا مظاہرہ کیا۔

۱۶ اپریل کو عوامی جلوس کے مسجد شہداء پر اختتام پذیر ہونے کے بعد نوجوانوں کے مشتعل ہجوم نے مصری شاہ کا رخ کیا اور طارق وحید بٹ جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ گذشتہ روز کی غنڈہ گردی کا اہتمام اس نے کیا تھا۔ اس کے مکان کو گھیرے میں لے لیا بعد میں پتہ چلا کہ صاحب مکان اس سے پہلے ہی راہ فرار اختیار کر چکا ہے اور مکان کے اندر کچھ بھی باقی نہیں ہے۔ چنانچہ نوجوانوں کا مشتعل ہجوم پولیس کی طرف سے آنسو گیس کے اندھا دھند استعمال کے بعد منتشر ہو گیا۔ اور اس طرح لاہور کی حد تک اس ڈرامہ کا ڈراپ سین ہو گیا۔ جسے سٹیج کرنے کے لئے مسٹر بھٹو پانچ روز تک گورنر ہاؤس میں بیٹھے پلاننگ کرتے رہے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مسٹر بھٹو جو خود کو ایشیا کا ذہین ترین سیاست دان سمجھتے ہیں اس ڈرامہ کی پلاننگ کرتے ہوئے یہ بات کیوں بھول گئے تھے کہ پوری قوم جب ایک طرف ہو جائے تو وہاں مٹھی بھر افراد اور سٹین گنیں کچھ نہیں کر سکتیں۔ اسلحہ ہمیشہ اسلحہ کا مقابلہ کیا کرتا ہے۔ جذبے کا مقابلہ کرنا دنیا میں کسی اسلحہ کے بس کی بات نہیں اور اس وقت پاکستانی قوم کے جذبات کا جو عالم ہے۔ اسے سامنے رکھتے ہوئے مسٹر بھٹو کا پی پی ورکرز کو عوامی مظاہروں کے سامنے لانا خود پارٹی کارکنوں کو عوامی غیظ و غضب کا نشانہ بنانے کے مترادف ہے۔

مسٹر بھٹو کی پلاننگ کا جو نتیجہ لاہور میں سامنے آیا ہے۔ اس کے پیش نظر خود پی پی ورکرز کو سنجیدگی سے سوچنا چاہیے کہ انہیں اس مرحلہ پر عوامی جلوسوں کے مقابل لانا کیا واقعی ان کے ساتھ ہمدردی اور وفاداری کا مظہر ہے؟ قطع نظر اس سے کہ اس محاذ پر پیپلز پارٹی کی مزید پیش قدمی کا ملی و قومی نقطہ نظر سے کیا نقصان ہوگا۔ خود پی، پی ورکرز کا مفاد اس میں ہے کہ وہ مسٹر بھٹو کے اس اقدام کو مسترد کر دیں اور عوامی مظاہروں کے مقابل آکر ملک و قوم کا نقصان کرنے کے ساتھ ساتھ خود بھی عوامی غیظ و غضب کا نشانہ نہ بنیں۔

پی، پی ورکرز نے اسی ملک میں اسی قوم کے درمیان رہنا ہے۔ مسٹر بھٹو یا ان کے چند

باقی صفحہ ۲۴ پر